امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۹؍ربیع الاول ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۵؍ستمبر ۲۰۲۳ء بروز سوموار | شمارہ نمبر 36

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، حکایات اہل دل
- محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور......
- سیرت کا پیغام......موجودہ دور کے......
- خواب بھری زندگی کا سچ......
- رحمت عالم فخر انسانیت
- جدید سائنس اور اسلام
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

درسِ رحمت دینے والے نبیٔ رحمت

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ربیع الاول کا مہینہ اس عظیم رسول و نبی کی ولادت باسعادت کے حوالہ سے جانا اور پہچانا جاتا ہے جس سے بہتر انسان اس روئے زمین پر نہیں آیا، ہمارا ایمان تمام انبیاء و رسل پر ہے اور ہم سب کی عظمت وفضیلت کے قائل ہیں، یہ ہمارے ایمان مفصل اور ایمان مجمل کا حصہ ہے، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی اور ہمارے آقا و مولیٰ فخر موجودات، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا سردار اور سید المرسلین والاولین والآخرین بنایا، آپ کے اوپر سلسلۂ نبوت کا خاتمہ فرمایا، معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں انبیاء کی امامت کرائی؛ تاکہ سب انبیاء پر آپ کی فضیلت پورے طور پر کھل کر سامنے آجائے، ایسی فضیلت کہ انبیاء بھی اس امت میں آنے کی تمنا کرنے لگیں، آپ کو یہ فضیلت بھی عطا ہوئی کہ سارے جہاں کا رسول بنا کر آپ کو بھیجا گیا، قرآن کریم جیسی رحمت وہدایت والی کتاب آپ کو دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء و رسل آئے سب مخصوص علاقے مخصوص زمانے اور بعض مخصوص قبائل کے لئے تھے، اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو اعلان کرنے کے لئے فرمایا: کہہ دیجئے اے لوگو! میں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، آپ کی شان میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ آپ سارے جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے، سارے جہاں میں انسان و جن ہی نہیں، شجر و حجر، نباتات و جمادات، حیوانات اور تمام بری و بحری مخلوقات بھی شامل ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم سب کیلئے رحمت ہیں، اور آپ کی رحمت سب کو محیط ہے۔

رحمت کی اس عمومیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہر طرف ظلم و جور کا بازار گرم تھا، انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا، قبیلے آپس میں دست وگریباں تھے، عربی عجمی اور کالے گورے کے نام پر خود ساختہ برتری کے پیمانے وضع کر لئے گئے تھے، اس کی وجہ سے انسانوں میں طبقاتی جنگ نے عروج پکڑ لیا تھا، حق وہ سمجھا جاتا تھا جو اس قبیلے کے کسی فرد کے ذریعہ صادر ہوا ہو، خواہ وہ ظلم وستم کے زمرے میں کیوں نہ آتا ہو، برائیاں عام تھیں اور اخلاق حسنہ کا وجود کم تر ہو گیا تھا، عورتوں کے اوپر ہر طرح کا ظلم کیا جاتا تھا، بلکہ بہت سارے قبائل میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا، ہنستی کھیلتی زندگی کو زندہ مٹی میں دفن کر دینا انسانی شقاوت و بدبختی کی انتہا تھی، لڑائیاں ہوتیں تو انسانوں کے ساتھ پورے علاقہ کو تاراج کر دیا جاتا، شریف انسان غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے، اور بالکل وہ منظر ہوتا جس کا نقشہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے کھینچا ہے کہ جب شاہان وقت کسی آبادی پر غلبہ حاصل کرتے ہیں تو آبادی میں فساد و بگاڑ پیدا کرتے ہیں اور وہاں کے شرفاء کو ذلیل و رسوا کر کے چھوڑتے ہیں، ان لڑائیوں میں جانور، درخت، کھیت کھلیان اور فصلوں کو بھی تباہی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

ان حالات میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے، چالیس سال تک اپنی پاکبازی، کردار کی بلندی، امانت و دیانت کی رفعت کا نمونہ اس طرح پیش کیا کہ مخالفین بھی آپ کو صادق اور امین کہا کرتے، آپ کی بے داغ جوانی اور اعلیٰ اخلاقی کردار کی شہادت دیتے، وہ ایمان اور کلمہ کے مسئلہ پر مذبذب رہے، کیونکہ اس کلمہ کے اقرار سے ان کی ریاست اور چودھراہٹ کو خطرہ محسوس ہوتا تھا؛ لیکن کبھی کسی نے ان کے کردار پر انگلیاں نہیں اٹھائیں۔ چالیس سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کیا، مخالفین کے سب و شتم اور نازیبا حرکات کو سنا اور سہا، یہ رحمت ہی کی ایک قسم ہے کہ آپ نے قدرت کے باوجود اور بارگاہ الٰہی سے مقبولیت کے یقین کے باوجود ان کے لئے کبھی بددعا نہیں کی، حد یہ ہے کہ طائف کی گلیوں میں جب پائے مبارک لہولہان ہوئے، موزے خون سے بھر گئے، اوباشوں نے آپ کو پتھر مارا، اس وقت بھی آپ نے ان کے لئے دعائیں کیں، اے اللہ اس قوم کو ہدایت دے، وہ مجھے نہیں جانتی اور اس توقع کا اظہار کیا کہ شاید اس قوم سے کوئی فرد دین رحمت میں داخل ہو جائے، جنگ کے بعد قیدی مسجد کے ستون سے بندھے ہوئے ہیں، بندش کی سختی کی وجہ سے قیدی کراہ رہے ہیں، آپ کی آنکھوں سے نیند غائب ہے، جب تک بندش ڈھیلی نہیں کی گئی آپ کو سکون نہیں ملا۔

فتح مکہ کے موقع سے سارے دشمن سامنے تھے، عرب روایات کے مطابق انہیں قتل بھی کیا جاسکتا تھا اور غلام بھی بنایا جاسکتا تھا، لیکن رحمت للعالمین نے اپنی شان رحمت کا مظاہرہ کیا اور اعلان کر دیا کہ آج تم لوگوں سے کوئی دارو گیر اور مؤاخذہ نہیں، تم سب لوگ آزاد ہو، اتنا ہی نہیں حضرت ابوسفیانؓ جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے، ان کے گھر میں داخل ہونے والے کو بھی امان دے دیا، ہندہ؛ جس نے حضرت حمزہ کا مثلہ کروایا تھا ان کے کان ناک کٹوائے تھے، کلیجی گردہ کو کچا چبا کر اپنی قسم پوری کی تھی، آپ کی شان رحمت نے اس کو اپنے جلو میں لے لیا، کیا شان رحمت تھی آپ کی، کوئی دوسرا ہوتا تو چن چن کر بدلہ لیتا کہ یہی زمانے کی روش رہی ہے، آپ نے سب کو معاف کر کے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ اسلام دین رحمت ہے، یہاں امن ہے شانتی ہے، سکھ ہے، چین ہے اور دشمنوں کو بھی معاف کرنے کا وہ جذبہ ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔

انسانوں میں غلاموں اور باندیوں کی زندگی اجیرن تھی، وہ جسم و جثہ کے اعتبار سے انسان تھے، لیکن ان کی زندگی جانوروں سے بدتر تھی، ان کی اپنی کوئی زندگی نہیں تھی وہ آقا ہی کے لئے جیتے اور مرتے تھے، پوری وفاداری اور خدمت کے باوجود انہیں ظلم وستم کا سامنا تھا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے بھی رحمت ثابت ہوئے، آپ نے مختلف طریقوں سے لوگوں کو غلامی کی زنجیروں سے نکالنے کا کام کیا، کبھی فدیہ کے طور پر لکھانے پڑھانے کا کام لے کر، کبھی قسم، ظہار وغیرہ کے کفارہ میں آزاد کرنے کا حکم دے کر، عمومی حکم یہ دیا کہ غلاموں کا خیال رکھو، جو خود کھاؤ اسے کھلاؤ، اور اسے ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو، اس سے طاقت سے زیادہ کام نہ لو، آپ نے حضرت زیدؓ کے ساتھ حسن سلوک کر کے دکھلایا، جس کے نتیجہ میں حضرت زیدؓ نے اپنے والدین کے ساتھ جانے کی بہ نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہنا پسند کیا۔

عورتوں پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سایہ فگن ہوئی تو حکم دیا کہ عورتوں سے بہتر سلوک کرو، وہ تمہارے ماتحت اور تمہارے حکم کی پابند ہیں، تم دونوں پر ایک دوسرے کے حقوق ہیں، کسی کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی جائے، اور حسن سلوک کے ساتھ ان سے پیش آؤ، اگر تم امساک بالمعروف نہ کر سکو تو ان کے ساتھ حسن سلوک کر کے چھوڑ دو، تاکہ وہ اپنی زندگی اپنے انداز میں جی سکیں یا دوسری شادی کر کے نئے سفر کا آغاز کر سکیں، زمانۂ جاہلیت میں بیوہ عورت منحوس سمجھی جاتی تھی، آپ نے حضرت عائشہؓ کے علاوہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کو اپنے نکاح میں لے کر امت کو پیغام دیا کہ بیوہ اور مطلقہ عورتیں منحوس نہیں ہیں، شوہر کے مر جانے اور بعض دفعہ نباہ نہ ہونے سے طلاق پڑ جائے تو ان کی دلجوئی، خبر گیری کی جتنی شکلیں ممکن ہیں، اختیار کی جائیں اور انہیں بے سہارا نہ چھوڑا جائے۔

آپ نے بچوں پر رحم کرنے کا بھی حکم دیا، ان کی اچھی تعلیم و تربیت پر جنت کی بشارت دی، ان کا نفقہ باپ کے سر رکھا، تاکہ انہیں بال مزدوری سے بچایا جائے، اور ان کے بچپن کی حفاظت کی جاسکے، ان کے اچھے نام رکھنے کی تلقین کی اور بچوں کو بے سہارا چھوڑنے کو پسند نہیں فرمایا۔ انہیں جینے کا حق دیا اور ان کو روزی میں تنگی کے خوف سے ہلاک کرنے سے منع فرمایا۔

یتیموں کی کفالت کو کار ثواب قرار دیا اور فرمایا کہ میں اور یتیموں کی کفالت کرنے والا ہاتھ کی دو متصل انگلیوں کی طرح قیامت میں ساتھ ہوں گے، خود آپ نے یتامیٰ کی سرپرستی کی اور عید کے دن ایک روتے بچے کو گلے لگا کر ہمیں سبق دیا کہ ان کی کفالت کی فکر کرو، ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھو، یہ ہاتھ رکھنا قیامت میں تمہیں کام آئے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت جب جانوروں کی طرف متوجہ ہوئی تو بلا وجہ انہیں ہلاک کرنے سے منع کیا، اگر گوشت کھانے کے لئے انہیں ذبح کرنا ہے تو ایسا طریقہ اپناؤ کہ اسے کم از کم تکلیف ہو، اگر جانور نقل وحمل کے لئے رکھے گئے ہوں تو اس پر اسکی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادو، (بقیہ صفحہ ۱۴؍پر)

بلا تبصرہ

’’جھوٹ اور غلط پروپیگنڈے پر یہ سرکار ٹکی ہوئی ہے، حکمراں طبقہ کی یہی فطرت ہے کہ وہ اصل معاملات ومسائل سے دھیان بھٹکا تا رہتا ہے، تاکہ کوئی سرکار سے سوال نہ پوچھے، یہ سرکار پچھلے نو (۹) سال کی اپنی ناکامیوں کو اب نئی پارلیامنٹ کی عمارت کے پیچھے چھپانا چاہتی ہے، جب کبھی سرکار کے کالے کرتوتوں سے پردہ اٹھنے لگتا ہے، کوئی نہ کوئی نیا شگوفہ چھوڑ دیا جاتا ہے، جس سے اس مسئلے سے ملک کے لوگوں کا دھیان ہٹ جائے، حالاں کہ سرکار کو سمجھنا ہوگا کہ لکڑی کی ہانڈی بار بار نہیں چڑھتی، ملک اب جھانسے میں نہیں آنے والا۔ سرکار اپنی طاقت کا استعمال حزب مخالف کو ڈرانے کے لیے کر رہی ہے، وہ خود کو ’’راشٹروادی‘‘ کہتی ہے، لیکن ملک کے اثاثہ جات بیچنے سے اسے پرہیز نہیں۔‘‘ (ہندوستان۔ پٹنہ ۱۹؍ستمبر ۲۰۲۳ء)

اچھی باتیں

’’جس گھر کے بڑے رخصت ہو جاتے ہیں تو اپنے ساتھ بہت ساری برکتیں اور بے فکریاں بھی لے جاتے ہیں، جب ماں چھوڑ کر جاتی ہے تو کوئی دعا دینے والا نہیں ہوتا اور جب باپ چھوڑ کر جاتا ہے تو کوئی حوصلہ دینے والا نہیں ہوتا ☆ طاقت اور جہالت دونوں کسی دلیل کو نہیں مانتے ☆ رشتہ جب آنسو صاف کرنے کے بجائے آنسو دینے لگے تو سمجھ جائیے وہ رشتہ اپنی عمر پوری کر چکا ہے ☆ مشکلات کا پتھر تراشنے کے بعد جو ہیرا نکلتا ہے اسے ’’کامیابی‘‘ کہتے ہیں ☆ کسی کی پہچان علم سے نہیں ہوتی، بلکہ ادب سے ہوتی ہے، کیونکہ علم تو ابلیس کے پاس بھی تھا، لیکن وہ ادب سے محروم تھا۔‘‘ (حاصل مطالعہ)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

حوصلہ نہ ہاریئے

ارشاد ربانی ہے کہ ''اے نبی! آپ کہہ دیجئے، اے میرے بندو! جو اپنے آپ پر زیادتی کرگزرے ہیں، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ وہ بے حد معاف کرنے والے اور بڑے مہربان ہیں'' (سورہ الزمر، آیت:۵۳)

مطلب: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق ومہربان ہے، اسلئے اگر کوئی بندہ نادانی وتساہلی میں کوئی گناہ کربیٹھتا ہے اور بعد میں اس کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم سے یہ عمل خلاف شرع سرزد ہوگیا، پھر وہ صدق دل سے توبہ واستغفار کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمتوں کی چادر میں ڈھانپ لیتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے، قرآن مجید نے اسی پس منظر میں یہ مژدہ سنایا کہ جو لوگ زمانہ جاہلیت میں ایمان ویقین کی نعمت سے محروم تھے اور نادانی میں بڑے بڑے گناہ کرتے رہے، اب جبکہ وہ ایمان کی دولت سے مالامال ہوئے ہیں اور انہیں اپنے ماضی کے کرتوتوں پر شرمندگی کا احساس بھی ہے اور ندامت کے آنسو بھی بہا رہے ہیں تو وہ یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ اتنے کریم اور عظیم مغفرت والے ہیں کہ اللہ ان کے توبہ واستغفار کو قبول فرما کر ان کے سب گناہ کو معاف فرمادیں گے، چاہے وہ گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو، یہیں سے معلوم ہوا کہ مایوسی دل شکستگی اور قنوطیت کی اسلام میں قطعی گنجائش نہیں ہے اور مومن کو تو کبھی بھی اس کا شکار نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اسے ہمیشہ اللہ کی رحمت کا امیدوار بنا رہنا چاہئے، البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ مایوسی کے مختلف اسباب ہوتے ہیں، کبھی لوگوں میں مایوسی خواہشات نفس کی عدم تسکین کے باعث پیدا ہوتی ہے اور کبھی دوسروں سے بے جا توقعات رکھنے اور خلاف توقع ہونے کے سبب مایوسی کا پیدا ہونا ہے، لیکن اس حقیقت کو جان لینا چاہئے کہ دنیا میں ہر چیز اور ہر انسان ہمارے پابند نہیں ہوتے، بسا اوقات ناموافق حالات پیش آتے ہیں، اس لئے اس میں اپنی کامیابی اور ناکامی دونوں کے امکانات کو مدنظر رکھنا چاہئے، جب انسان اپنی ناکامی کے اسباب کو بھی مدنظر رکھے گا تو اس کی خواہش کی شدت میں نمایاں کمی واقع ہوگی۔ لہٰذا اس دنیا میں آدمی کو یہ کرنا ہے کہ وہ ناموافق حالات کو دیکھ کر مایوس نہ ہو اور نہ شکوہ وشکایت اور احتجاج میں اپنا وقت ضائع کرے، بلکہ حکمت وتدبیر سے نئی منصوبہ بندی کے ساتھ نشان منزل کو طے کرے، کیونکہ جو کام پختہ عزم وارادے اور عزم واستقلال سے انجام دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے ضروری وسائل مہیا کئے جاتے ہیں ایک نہ ایک دن کامیابی قدم چومتی ہے، اگر حوصلہ نہ ہو تو طاقت ور آدمی بھی کمزور اور مغلوب ہوکر مایوسی کا شکار ہوجاتا ہے، لہٰذا اپنے حوصلہ کو بلند رکھئے، بے جا خواہشات کو قابو میں رکھئے اور ہر کس وناکس سے ضرورت سے زیادہ توقعات سے گریز کیجئے، ان شاء اللہ مایوسی کے بادل خود بخود چھٹ جائیں گے اور آپ ترقی وخوشحالی کی طرف گامزن ہوں گے۔

نجات کیلئے چار بنیادی اصول

''حضرت عقبہ بن عامرؓ نے محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! نجات کی کیا صورت ہوگی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''أمسک علیک لسانک ولیسعک بیتک، ابک علی خطیئتک وان أبعد الناس الی اللہ القلب القاسی'' اپنی زبان کو روکے رکھو، تیرے لئے تیرا گھر کشادہ ہو، اپنے گناہوں پر رویا کرو اور سخت دل آدمی اللہ کو حد درجہ ناپسندیدہ ہے'' (ترمذی شریف، جلد دوم، الکبائر)

وضاحت: اس حدیث شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے چار بنیادی اصول بیان فرمایا ہے، اگر ان چاروں اصولوں کو کوئی شخص اپنی عملی زندگی میں نافذ کرلے تو اس کی زندگی میں ترقی اور خوشحالی آجائے گی اور اس کے ذریعہ اللہ رب العزت کی رضا وخوشنودی بھی حاصل ہوگی، پھر اس کے نتیجہ میں روز قیامت نجات ملے گی، ان میں پہلا اصول یہ ہے کہ انسان اپنی زبان کو قابو میں رکھے، بغیر تحقیق کے کوئی بات نہ بولے، زبان کو فحش گوئی، دروغ گوئی اور چغل خوری کی آلائشوں سے پاک رکھے، اکثر دیکھا یہ جارہا ہے کہ لوگ بات چیت میں بڑی بے احتیاطی برتتے ہیں، مزاج اور طبیعت کے خلاف کوئی بات ہوئی تو زبان بے لگام ہوجاتی ہے اور لعن وطعن شروع ہوجاتا ہے جو کہ کسی بھی مہذب اور شائستہ آدمی کیلئے زیب نہیں دیتا، اس لئے جب بات کیجئے تو زبان میں نرم روی اختیار کیجئے اور بے سروپا باتوں سے گریز کیجئے، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ یا تو خیر کی بات کہے ورنہ خاموش رہے، کیونکہ اگر آپ نے زبان کو بے لگام چھوڑ دیا تو وہ فتنہ وفساد اور بگاڑ کا سبب ہوگا، دوسرا اصول یہ ہے کہ اگر اللہ نے زمین وجائداد میں وسعت عطا کی اور آرام وسکون کے لئے اس پر مکان تعمیر کرنا چاہتے ہیں تو مکان کے کمرے کشادہ بنائیے، اس سے کئی طرح کے مادی اور روحانی فائدے حاصل ہوں گے، مادی سکون تو اس طرح ہوگا کہ رہن سہن میں آسانی ہوگی اور روحانی یہ کہ اگر ذکر واذکار کی مجلس منعقد کرنا چاہتے ہیں یا مہمانوں کا اکرام کرنا چاہتے ہیں تو کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے، تیسرے یہ کہ اگر جانے انجانے میں کوئی گناہ صادر ہوجائے چاہے وہ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ، ہر حال میں فوراً اللہ کی طرف رجوع کیجئے، گناہوں پر شرمندگی وندامت کے آنسو بہائیے، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک گناہ دشمنوں کے فریب ودھوکہ سے زیادہ خطرناک اور ڈرنے کی چیز ہے، جب ہم دشمنوں سے برسرپیکار ہوتے ہیں تو ان کے گناہوں کے سبب ان کے مقابلہ میں ہمارے ساتھ خدائی مدد ونصرت ہوتی ہے، بہت سی قومیں گذری ہیں، جن پر ان سے برے لوگ ان کے گناہوں کی پاداش میں ان پر مسلط کردیئے گئے، لہٰذا تم اپنے نفس کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو جیسا کہ دشمنوں کے خلاف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہو (چراغ راہ:۱۰۴) اور آخری بات یہ ہے کہ جو آدمی تندخو اور ترش رو ہوتا ہے، اس کا دل بھی سخت ہوجاتا ہے اور جب کسی کا دل سخت ہوتا ہے تو وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہوجاتا ہے، اس لئے آدمی کو نرم مزاج، کشادہ قلب، خوش اخلاق اور خوش اطوار ہونا چاہئے، اس کے ذریعہ انسان بلندترین رتبہ پر فائز ہوجاتا ہے اور جو سخت دل ہوتا ہے اس سے عام طور پر لوگ فاصلہ بنائے رکھتے ہیں اور سماج میں اس کی کوئی قدر ومنزلت نہیں ہوتی ہے، اس لئے حسن اخلاق کا اعلیٰ درجہ ہے کہ انسان نرم دل اور نرم مزاج ہو اور ایک مومن کو انہیں اوصاف وکمالات کا حامل ہونا چاہئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

مسجد میں اے-سی-تابوت رکھنا

س: کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام صاحب مسئلہ ذیل میں کہ مسجد میں اے-سی-تابوت لاکر رکھنا کیسا ہے، جبکہ میں نے حدیث میں سنا ہے کہ میت کو دفن کرنے میں جلدی کرنا چاہئے، تو پھر اے-سی-تابوت کو باضابطہ لاکر رکھنا تاکہ میت کو اس میں دو تین دن یا اس بھی زیادہ رکھا جاسکے، حدیث کے خلاف عمل کرنا اور اس کا بڑھادینا معلوم ہوتا ہے، ایسی صورت میں شرعی حکم سے مطلع کریں۔

ج: صاحب ایمان پر لازم وضروری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرماں برداری کرے اور اس کی خلاف ورزی نہ کرے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ'' (الانفال: ۲۰) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو اور سنتے جانتے ہوئے اس کے حکم کی خلاف ورزی مت کرو۔ دوسری آیت میں ہے: ''وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ'' (ال عمران: ۱۳۲) اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہوگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت: ''عن مالک بن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ، رواہ فی الموطا'' (مشکوۃ المصابیح: ۳۱) معلوم ہوا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل ہی رحمت الٰہی اور کامیابی وکامرانی کا سبب ہے اور اس کی خلاف ورزی رحمت الٰہی سے محرومی اور ہلاکت وبربادی کا ذریعہ ہے۔

اور جنازہ کے تعلق سے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت یہ ہے کہ اس کی تجہیز وتکفین اور تدفین میں جلدی کی جائے، چنانچہ سنن ابی داؤد کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کی عیادت کرکے واپس لوٹے تو آپ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ ان میں موت سرایت کرچکی ہے، جب ان کا انتقال ہوجائے تو مجھے خبر کرنا، تاکہ میں ان کی نماز پڑھاؤں اور ان کی تجہیز وتکفین میں جلدی کرو، اس لئے کہ مسلمان کی نعش کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اس کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے: ''ان طلحۃ بن البراء مرض فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودہ فقال انی لاری طلحہ الا قد حدث فیہ الموت، فاذنونی بہ وعجلوا فانہ لاینبغی لجیفۃ مسلم ان تحبس بین ظھرا فی اھلہ''
(ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب تعجیل الجنائز: ۲/۴۵۱)

لہٰذا میت کی تجہیز وتکفین اور تدفین میں غیر معمولی تاخیر اس وجہ سے کرنا کہ اس کے دور دراز سے آنے والے رشتہ دار زیارت کرسکیں، خلاف سنت اور مکروہ عمل ہے، اس سے احتراز ضروری ہے اور اس مقصد کے لئے اے سی تابوت خریدنا صحیح نہیں ہے، البتہ اگر قانونی یا شرعی مجبوری کی وجہ سے مردے کی تدفین میں تاخیر ہو اور تعفن پیدا ہونے کا خوف ہو تو اس کو اے سی تابوت میں رکھا جاسکتا ہے اور ایسی ضرورت کے پیش نظر اے سی تابوت خریدا جاسکتا ہے۔

واضح رہے کہ اے سی تابوت ہو یا غیر اے سی تابوت مسجد کی رقم سے خریدنا جائز نہیں ہے، اسے عوامی چندہ سے خریدا جائے: ''ولیس لقیم المسجد أن یشتری جنازۃ وان ذکر الواقف ان القیم یشتری جنازۃ''
(الفتاوی الھندیۃ: ۲/۴۶۲)

میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا

س: ایک آدمی اپنے آبائی گاؤں سے دور کسی شہر میں رہتا ہو اور وہیں اس کی موت ہوگئی ہو، یا علاج کرانے کہیں گیا اور وہیں وہ اللہ کو پیارا ہوگیا تو اس کی لاش اس کے آبائی وطن منتقل کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر کسی کی موت ہوجائے تو اس کی تجہیز وتکفین اور تدفین میں جلدی کرو'' (ابوداؤد: ۲/۴۵۱، باب تعجیل الجنائز) اور ظاہر ہے کہ جس جگہ موت ہوتی ہے وہاں سے دور کسی دوسری جگہ منتقل کرنے میں تاخیر ہوگی اور اس سنت پر عمل نہیں ہوسکے گا، اسی لئے حضرات فقہاء کرام نے فرمایا کہ افضل اور بہتر یہی ہے کہ جہاں آدمی کی موت ہوئی ہے، وہیں کے قبرستان میں اس کو دفن کیا جائے اور بلاضرورت منتقل نہ کیا جائے، کیونکہ بلاضرورت منتقل کرنا مکروہ ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمان بن ابی ابکر رضی اللہ عنہ کی میت کو وادی حبشہ سے مکہ مکرمہ لایا گیا اور وہاں دفن کیا گیا تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''میری خواہش تھی کہ میرے بھائی کو وہیں دفن کیا جاتا، جہاں وہ فوت ہوا تھا: ''عن منصور بن صفیۃ عن امہ قالت: مات اخ لعائشۃ رضی اللہ عنھا بوادی الحبشۃ فحمل من مکانہ، فاتیناھا نعزیھا، فقالت ماأجد فی نفسی او یحزننی فی نفسی الا انی وددت انہ کان دفن فی مکانہ'' (سنن الکبریٰ للبیہقی: ۴/۲۴۲، باب من کرہ نقل الموتی من ارض الیٰ ارض)

اسی حدیث کی بنا پر علامہ بیہقی نے باب قائم فرمایا: ''میت کو ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں منتقل کرنا مکروہ ہے۔ البتہ واقعی کوئی عذر ہو، مثلاً وہاں تجہیز وتکفین اور تدفین میں پریشانی ہو کوئی ساتھ دینے والا نہ ہو تو ایسی صورت میں میت کو دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے، شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ لاش پھولے، پھٹے نہیں، اس میں تعفن پیدا نہ ہو اور اس کی بے حرمتی نہ ہو۔

''ویستحب فی القتیل والمیت دفنہ فی المکان الذی مات فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن الی قدر میل او میلین فلاباس بہ کذا فی الخلاصۃ وکذا لومات فی غیر بلدہ یستحب ترکہ فان نقل الیٰ مصر آخر لاباس بہ'' (الفتاوی الھندیۃ: ۱/۱۶۷)۔فقط واللہ تعالیٰ أعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 36 مورخہ ۹ر ربیع الاول ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۵ر ستمبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

محبت رسول کے تقاضے

یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے، یہی وہ مہینہ ہے جس میں رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین، ضعیفوں کے ماویٰ، یتیموں کے ملجا، مظلوموں کے خیر خواہ، وجہ تخلیق کائنات اور حقوق انسانی، سماجی مساوات، تحفظ ماحولیات کے سب سے بڑے داعی تشریف لائے، یہ مژدہ تھا دکھی انسانیت کے لئے، ابر رحمت تھا، کائنات کے لئے، تمہید تھی خدائے واحد کی پرستش کی، اس لئے مسلمان اس مہینے میں مسرت کے اظہار کے لئے مختلف جگہوں پر ذکر نبی کی مجلسیں منعقد کرتے ہیں، اور اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہیں، بارہ ربیع الاول گذرا اور پھر عام لوگ بھول جاتے ہیں کہ اظہار محبت وعقیدت کے تقاضے کچھ اور ہیں، سیرت پاک کا مطالبہ ہم سے کچھ اور بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو اسوۂ رسول کے مطابق بنائیں، اللہ سے محبت کا تقاضہ اور آپ کی حیات مبارکہ کو نمونۂ عمل بنانے کا خلاصہ بھی یہی ہے، لیکن آج صورت حال بہت عجیب ہے، واقعہ یہ ہے کہ ہماری واقفیت سیرت پاک سے بہت کم ہے، مدارس کے علماء، طلبہ کی بات نہیں، عام مسلمانوں کی بات ہے، اس موقع سے اگر ہم جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ نماز میں درود وسلام اور مجلس میلاد میں درود وشریف پڑھنے کے علاوہ پورے سال ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا اہتمام نہیں کیا، حالانکہ درود شریف پڑھنے کا حکم تو قرآن کریم میں مذکور ہے کہ اللہ رحمت بھیجتے ہیں، اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی درود وسلام پڑھو، اس حکم کی بنا پر جتنا اہتمام درود شریف کا کرنا چاہئے اور ہر دن کرنا چاہئے، اس کا کوئی حصہ ہماری زندگی میں نہیں پایا جاتا، ہر آدمی اپنے گریباں میں منہ ڈال کر دیکھے کہ اس نے پورے سال کتنی بار درود شریف پڑھا، لطیفہ یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کا اہتمام نہیں ہے، لیکن درود شریف پڑھنے کے طریقے پر جھگڑے ہو رہے ہیں، یہی حال سیرت پاک سے ہماری واقفیت کا ہے، اس معاملے میں ہماری معلومات سطحی، ناقص اور نامکمل ہے، کیوں کہ ہم نے سیرت النبی پر باقاعدہ کسی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، ہمارے بچے جس اسکول اور کنونٹ میں پڑھتے ہیں وہاں مطالعۂ سیرت کا کوئی موقع نہیں ہے، اس لئے اگر کوئی بچہ ناواقف ہے تو غلطی اس کی نہیں ہے، ہماری ہے کہ ہم نے اسے سیرت کے مطالعہ کا موقع نہیں دیا، ہم نے بہت سارے موضوعات پر مقابلے کے لئے اسے تیار کیا، لیکن تاریخ اسلام اور سیرت پاک کی واقفیت اس کے پاس واجبی بھی نہیں ہے، دن رات ہم پتہ نہیں کس کس سے چاٹنگ کرتے رہتے ہیں، سوشل سائٹس کے ذریعہ کتنا سارا وقت غیر ضروری، بلکہ نامناسب مکالموں میں گذار دیتے ہیں، کیسی کیسی تصویریں لوگوں کو بھیجتے رہتے ہیں؛ لیکن کیا ہم نے یہ سوچا اور اس کی کوشش کی کہ اس سہولت کو ہم سیرت پاک کے واقعات کو عام کرنے کے لئے استعمال کریں گے، چند احادیث کا انتخاب کر کے اپنے کسی دوست کو کبھی بھیجا کہ یہ دیکھو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اچھا انسان وہ ہے جو لوگوں کے لئے نفع بخش ہو، اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم، ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روک دو، مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اس کا حق دلا کر دم لو، یا پھر یہ حدیث پاک کہ تم میں اچھا وہ ہے، جو اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہو اور میں اپنے اہل وعیال کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں، ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ بہتر سلوک کرے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے اللہ اس کی مدد میں رہے گا، جو شخص دوسرے کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا، وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کا پڑوسی اس کی ایذا سے محفوظ نہ ہو، حلال کمائی کی تلاش بھی ایک اہم فریضہ ہے، بے بنیاد باتوں پر کان نہ لگاؤ، دوسروں کے عیب نہ تلاشو، آپس میں بغض نہ رکھو، آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو، جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ اس قسم کی کتنی احادیث ذخیرہ میں مل جائیں گی، اگر آپ نے پانچ پانچ لوگوں تک ان احادیث کو پہونچانے کا اہتمام کرلیا اور اس میں اپنے غیر مسلم بھائیوں کو بھی شریک کرلیا تو سوچئے کتنا بڑا علمی انقلاب آ جائے گا اور کس قدر غلط فہمیاں دور ہوں گی، اس لئے طے کیجئے کہ ہر روز درود شریف کا ورد کثرت سے کریں گے، اس ماہ مبارک میں سیرت پر کم از کم ایک کتاب کا مکمل مطالعہ کریں گے، جو پڑھنا نہیں جانتے ہیں، انہیں پڑھ کر سنائیں گے، اس کے لئے آپ ''رحمت عالم، سیرت النبی، سیرت المصطفی، اصح السیر، نبی رحمت، سیرت ابن اسحاق، الرحیق المختوم، سیرت بن ہشام، سیرت حلبیہ وغیرہ کا انتخاب کر سکتے ہیں، طے کیجئے کہ سوشل سائٹس کا پورے مہینہ روزانہ سیرت پاک اور تعلیمات نبوی کو عام کرنے کے لئے استعمال کریں گے، روزانہ اس کام کے لئے اپنے دوستوں کو، متعلقین کو اور گروپ کے شرکاء کو میسج بھیجا کریں گے، ائمہ کرام جمعہ کے خطبوں میں سیرت نبوی کی عصر حاضر میں معنویت کے حوالہ سے مصلیان کے سامنے تقریر کریں گے اور انہیں عمل پر ابھاریں گے، جو لوگ اخبارات ورسائل کے مدیران ہیں وہ اس مہم کو انجام دینے میں اپنی پوری حصہ داری نبھائیں گے، روزانہ سیرت پاک کے کسی گوشے پر معیاری اور معلوماتی مضامین شائع کریں گے، ہر علاقہ میں سیرت پاک کو عام کرنے کے لئے چھوٹے بڑے جلسے کریں گے اور اس میں غیر مسلم بھائیوں کو بھی شریک کریں گے جو سلجھے ہوئے لوگ ہیں اور غیر مسلموں میں جن کی معلومات سطحی نہیں ہے، انہیں بولنے کے لئے مدعو کریں گے، ہندی زبان میں اسلامک لٹریچر خصوصا سیرت پاک پر کتابیں لوگوں تک پہونچائیں گے؛ تاکہ صحیح معلومات لوگوں تک پہنچ سکے۔ ہم انہیں بتائیں گے کہ جان ومال، عزت وآبرو اور عورتوں کے حقوق کے تحفظ کا جیسا انتظام آپ کی تعلیمات میں ہے اور پرامن بقاء باہم کے جو اصول آپ نے دیئے ہیں، اس کی نظیر کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ اسکول ومدارس کنونٹ میں سیرت کوئز کے مقابلے منعقد کریں گے تاکہ اس حوالے سے بچوں کی واقفیت سیرت پاک سے ہوجائے، ان کی حوصلہ افزائی کے لئے تشجیعی انعامات دیں گے، ان مقابلوں میں دوسرے اسکول اور اداروں کے بچوں کو بھی شریک کیا جاسکتا ہے، مذہب کی بھی کوئی قید نہیں رکھی جائے، اسٹیکر اور چھوٹے چھوٹے پمفلٹ چھپوا کر تقسیم کرنے کا عمل بھی مفید ثابت ہوسکتا ہے، ہم کن کن ناموں پر ہفتہ وار تحریک چلاتے ہیں سیرت پاک پر ماہانہ تحریک چلائیے اور گھر گھر پیغام پہونچائیے، بغیر جانے ہوئے عمل کرنا کسی طرح ممکن نہیں، پہلے جانئے پھر اپنی زندگی کو سیرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالئے یہ مسلمانوں کا شرعی، ایمانی، دینی اور مذہبی تقاضہ ہے۔

خواتین بل بھاری اکثریت سے منظور

کم وبیش ستائیس (۲۷) برسوں سے زیر التواء خواتین رزرویشن بل جسے ہندی میں ''ناری شکتی وندن ودھیک'' کہا گیا ہے کو مودی حکومت نے ۱۹ر ستمبر ۲۰۲۳ء کو پارلیامنٹ میں پیش کردیا، اور برسوں کے بعد یہ منظر دیکھنے کو ملا کہ ہر پارٹی نے اس بل کی حمایت کی۔ چوں کہ یہ قانون میں ترمیم کا بل ہے، اس لیے اسے منظور کرنے کے لیے پارلیامنٹ میں دو تہائی ارکان کی تائید چاہیے تھی جو اس بل کو بآسانی مل گئی۔ چار سو چون (454) ووٹ بل کے حق میں اور صرف دو ووٹ مخالفت میں آئے، اس طرح دستور ہند میں 128 ویں ترمیم پارلیامنٹ سے منظور ہوگئی، مذکورہ بل میں آئین کی دفعہ 330 کے بعد 330 الف اور 332 کے بعد 332 الف جوڑنے کی تجویز ہے، 330 الف کے ذریعہ پارلیامنٹ میں 33 فیصد نشستیں خواتین کے لیے مختص کی جائیں گی، لیکن اس کو روبعمل لانے کے لئے آئین کی دفعہ 378 کے مطابق ترمیم کرنی ہوگی۔

اس بل کو پیش کرنے کا فیصلہ کیبنٹ نے پارلیامنٹ کی قدیم عمارت میں لیا اور نئی عمارت میں اس بل کو پیش کیا گیا، نئی عمارت میں اس بل کو پیش کرنے کی وجہ سے اس کی حیثیت تاریخی ہوگئی ہے۔ دونوں ایوانوں میں منظوری کے بعد آدھے سے زیادہ ریاستوں کی منظوری بھی اس بل پر لینی ہوگی، کیوں کہ اس بل کا اثر اسمبلیوں کی سیٹوں پر بھی پڑے گا، اس بل کے ذریعہ پارلیامنٹ اور سبھی ریاستوں کی اسمبلیوں میں ایک تہائی نشستیں خواتین کے لیے محفوظ ہوں گی، پارلیامنٹ کی موجودہ پانچ سو تینتالیس (543) سیٹوں میں ایک تہائی یعنی 181 سیٹوں پر خواتین کا قبضہ ہوگا، جہاں سے صرف خواتین ہی انتخاب لڑیں گی، ان محفوظ سیٹوں کے اندر ہی ایس سی، ایس ٹی کے لیے سیٹیں مختص ہوں گی، البتہ اس بل میں او بی سی اور مسلم زمرے کی خواتین کے لیے الگ سے رزرویشن کی بات نہیں کہی گئی ہے۔ اسی طرح یہ رزرویشن راجیہ سبھا اور ودھان پریشد کے ارکان کے لیے نہیں ہوگا، کیوں کہ وہ بلا واسطہ عوام سے منتخب ہوکر نہیں آیا کرتے ہیں۔

سبھی قانونی رکاوٹیں دور ہوجائیں تب بھی اس قانون کا فائدہ 2024 کے عام انتخاب میں خواتین کو نہیں مل پائے گا، کیوں کہ یہ حلقہ انتخاب کی نئی حد بندی کے بعد ہی لاگو کیا جا سکے گا، یہ حد بندی مردم شماری کے اعداد وشمار کی بنیاد پر کیا جانا ہے کورونا کی وجہ سے ہر دس سال پر کیے جانے والے مردم شماری کا ابھی آغاز بھی نہیں ہو سکا ہے، اور حکومت کے پاس کوئی جادوئی چھڑی یا علاؤ الدین کا چراغ نہیں ہے کہ اتنے بڑے ملک میں پلک جھپکتے یہ کام انجام پذیر ہو سکے۔ اس لیے 2029 کے انتخاب میں بھی شاید اس کو لاگو کیا جا سکے، شاید اس لیے کہ مردم شماری کب ہوگی، یہی ابھی پتہ نہیں ہے۔ اس قانون کے نافذ ہونے کے پندرہ سال بعد تجزیہ کیا جائے گا کہ اسے باقی رکھا جائے یا پھر سے اس میں ترمیم کی جائے۔

اس بل کی لمبی تاریخ ہے، پہلی مرتبہ اسے پارلیامنٹ میں 12 ستمبر 1996 کو ایچ ڈی دیوگوڑا سرکار نے پیش کیا تھا، اس کے بعد 13 جولائی 1998 کو اٹل بہاری باجپئی کی سرکار نے اس طرف قدم بڑھایا، لیکن اس کی کاپیاں پارلیامنٹ میں پھاڑ دی گئیں، دس سال بعد من موہن سنگھ سرکار میں 9 مئی 2010 کو یہ بل راجیہ سبھا سے پاس ہوگیا اور پارلیامنٹ میں آکر راشٹریہ جنتا دل اور سماج وادی پارٹی کے ذریعہ ذات کی بنیاد پر رزرویشن دینے کے مطالبہ کو لے کر پھنس گیا اور پاس نہ ہو سکا، 2010 میں دوبارہ من موہن سنگھ کے دور اقتدار میں اسے پیش کیا گیا، لیکن اس بار بھی شور وہنگامے کی نظر ہوگیا، اب مودی جی کی مدت کار ختم ہونے کو ہے اور نیا انتخاب سامنے ہے تو خواتین کے ووٹوں کو اپنی طرف کرنے کے لیے بھاجپا حکومت نے اسے پاس کروالیا ہے۔

ماضی میں بھی ایوان نمائندگان میں خواتین کی ان دیکھی نہیں کی گئی ہے، گذشتہ بیس (۲۰) سالوں کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین امیدواروں کی تعداد 152 فیصد بڑھی ہے، جب کہ پارلیامنٹ میں ان کی نمائندگی میں 59 فی صد کا اضافہ ہوا، 2019 کے عام انتخاب میں خواتین ووٹروں کی تعداد مردوں کے مقابلے زیادہ تھی، آٹھ اسمبلی انتخابات میں سے چھ میں خواتین نے اس رجحان کو باقی رکھا۔ گذشتہ تیس (30) برسوں کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین امیدواروں کے جیتنے کی توقع 13% فی صد اور مرد امیدواروں کے سلسلے میں صرف 10% فیصد ہے، اس کے باوجود ان کی حصہ داری مردوں کے مقابلے نوے فی صد کم رہی اور وہ پانچ سے دس فی صد ہی کامیاب ہوسکیں، ایک تحقیق کے مطابق جہاں خواتین زیادہ جیت کر آتی ہیں وہاں بدعنوانی کم ہوتی ہے، اسی لیے ہندوستان کی تاریخ میں مردوں کے مقابلے خواتین پر بدعنوانی کے الزام کم لگے ہیں۔

بیشتر ملکوں کے ایوان نمائندگان میں خواتین کے لیے سیٹیں مخصوص ہیں، سویڈن کی تنظیم انٹرنیشنل انسٹی چیوٹ فار ڈیموکریسی اینڈ الیکٹرول اسٹنس (آئی ڈی ای اے) کی رپورٹ کے مطابق دنیا کے چالیس ملکوں میں یا تو قانونی ترمیم کے ذریعہ یا انتخابی قانون میں تبدیلی کرکے ایوان نمائندگان میں خواتین کا کوٹہ طے کیا گیا ہے، پچاس سے زیادہ ممالک وہ ہیں جہاں کی سیاسی پارٹیاں اپنے طور پر پچاس فی صد خواتین امیدواروں کو ٹکٹ دیتی رہی ہیں، تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ امریکہ میں 23%، روس میں 15%، برطانیہ میں 32%، فرانس میں 39%، جرمنی میں 30.9% نیپال میں 32.7% چین میں 24% بنگلہ دیش میں 20.6% پاکستان میں 20.2% بھوٹان میں 14.9%، ہندوستان میں 12.1%، میانمار میں 11.3% اور شری لنکا میں 5.3% فیصد خواتین ارکان پارلیامنٹ ہیں، اس نئے قانون سے ہندوستان خواتین کے لیے ایوان نمائندگان میں مخصوص نشستوں کے حوالہ سے ایشیائی ملکوں میں سب سے آگے بڑھ جائے گا۔ اس سے ایک مثبت پیغام دنیا کو جائے گا۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ڈاکٹر عبدالعزیز سلفیؒ

جمعیت اہل حدیث ہند کے نائب امیر، دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے ناظم اعلیٰ، سلفیہ ہائی اسکول، سلفیہ یونانی میڈیکل کالج، ملت شفاخانہ امام باڑی دربھنگہ کے منتظم وسکریٹری، شفیع مسلم ہائی اسکول کی مجلس منتظمہ اوردارالعلوم ندوۃ العلماء کی مجلس عاملہ کے رکن، انجمن نادیۃ الاصلاح کے سابق لائبریرین، مسلم انجمن تعلیم کے سابق خزانچی جناب ڈاکٹر عبدالحفیظ سلفی کا ۱۲ر ستمبر ۲۰۲۳ء روز منگل بوقت ۱۰ر بجے دن دربھنگہ میں انتقال ہوگیا، ان کی عمر تقریبا پچاسی سال تھی، جنازہ کی نماز بعد نماز مغرب قبیل عشاء مولانا خورشید مدنی سلفی کی امامت میں ادا کی گئی، تدفین چک زہرہ قبرستان میں عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ، دوفرزند انجینئر سید اسماعیل خرم، ڈاکٹر سید یوسف فیصل، ایک صاحب زادی عائشہ فرحین اور ایک بھائی ڈاکٹر سید عبدالحکیم سلفی کو چھوڑا، اس طرح ملت ایک بڑے دانشور، ملی کاموں میں سرگرم اور بافیض شخصیت سے محروم ہوگئی۔ سدا رہے نام اللہ کا۔

مولانا ڈاکٹر عبدالعزیز سلفی بن ڈاکٹر عبدالحفیظ سلفی (م ۱۹۸۸) بن ڈاکٹر سید فرید رحمہم اللہ نے ۱۰ر جنوری ۱۹۴۰ء کو دانا پور پٹنہ میں آنکھیں کھولیں، چھ سال کی عمر میں دارالعلوم احمدیہ سلفیہ میں فارسی دوم کی جماعت میں داخلہ ہوا اور ۱۹۵۵ء میں یہاں سے سند فراغ حاصل کیا، فارسی کی ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی، اس کے بعد جن اساتذہ کے سامنے آپ نے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان میں مولانا عبد الرحمٰن پرواز اصلاحی، مولانا نذیر احمد املوی، مولانا فضل الرحمٰن اعظمی، مولانا عبدالرحمٰن سلفی، مولانا ظہور رحمانی، مولانا ادریس آزاد رحمانی، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی، مولانا عبیدالرحمٰن عاقل رحمانی کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں، یہاں دوران تعلیم آپ کافی سرگرم رہے، بیت بازی، مختلف نوعیت کے انعامی مقابلے اور مشاعروں کا انعقاد کرایا، قلمی رسالہ ''شگوفہ'' اور ''منادی'' کے نام سے نکالا، اس طرح آپ طلبہ واساتذہ کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔

مدرسہ کی تعلیم کی تکمیل کے بعد شفیع مسلم ہائی اسکول کے دسویں کلاس میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۷ء میں سائنس لے کر میٹرک کا امتحان پاس کیا، اس کے بعد سی ایم کالج دربھنگہ میں آئی ایس سی میں داخلہ لیا، لیکن ۱۹۶۱ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڈھ چلے گیے اور بی ایس سی تک کی تعلیم وہیں پائی، نالندہ میڈیکل کالج پٹنہ میں داخلہ ۱۹۷۰ء میں ہوا اور یہیں سے ۱۹۷۶ء میں ایم بی بی ایس کیا، اسکول کے اساتذہ میں جناب محمد محسن (بی اے) ماسٹر مطیع الرحمٰن صاحب جن سے ڈاکٹر صاحب نے انگریزی جغرافیہ اور حساب، ماسٹر جمیل احمد صاحب جن سے سائنس اور بشیر احمد شاداں فاروقی سے سماجیات کی تعلیم کے لیے زانوئے تلمذ تہہ کیا، ان حضرات نے ڈاکٹر صاحب کے علمی وادبی ذوق کو پروان چڑھایا، علی گڈھ کے دوران قیام ان کے استاذ ڈاکٹر اخلاق الرحمٰن قدوائی سابق گورنر بہار اور ہریانہ رہے، میڈیکل کالج کے اساتذہ کا مجھے علم نہیں ہوسکا۔

ایم بی بی ایس سے فراغت کے ایک سال قبل ۱۹۷۵ء میں رخسانہ خاتون بنت قاضی سید حسن شیر گھاٹی گیا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے، اللہ رب العزت نے اس رشتہ میں برکت عطا فرمائی اور دو لڑکے، ایک لڑکی کے ساتھ پوتے، پوتیاں نواسے اور نواسیوں سے بھرا پُرا گھر موجود ہے۔

ڈاکٹر صاحب سے میری ملاقات کئی تھی، لیکن گہرے مراسم نہیں تھے، ان کی بہ نسبت ان کے چھوٹے بھائی ڈاکٹر عبدالحلیم سلفی سے میرے مراسم مضبوط تھے، اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ جب آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے ریاستی سطح پر اصلاح معاشرہ کمیٹی کی توسیع کی تو بہار کو دو حصوں میں تقسیم کر کے جنوبی بہار کا کنویز مولانا انیس الرحمٰن قاسمی سابق ناظم امارت شرعیہ اور شمالی بہار کا کنوینر ڈاکٹر عبدالحلیم سلفی کو بنایا تھا اور مجھے شمالی بہار کا جوائنٹ کنوینر بنایا گیا تھا، اس حوالہ سے میرا آنا جانا کئی بار دربھنگہ ہوا اور ڈاکٹر عبدالحلیم سلفیؒ کے ساتھ ان کے گھر حاضری ہوتی تھی، ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب سے وہیں ملاقات ہوتی رہی، اس زمانہ میں بھی ڈاکٹر صاحب پر ضعف کا غلبہ تھا، بلکہ جسم میں رعشہ تھا، اس کے باوجود جب بھی ملے پورے اخلاق سے ملے، ضیافت کا اہتمام کیا، ان سے مل کر یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ ہم کسی خاص مسک کے قائد سے مل رہے ہیں، اپنے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہنے؛ بلکہ بڑی حد تک اس کی ترویج واشاعت کے لیے کوشاں ہونے کے باوجود دوسرے مسلک کا وہ احترام کرتے تھے اور ملت کے کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے سب کے ساتھ مل کر کام کرنے کے عادی تھے، مزاج میں سنجیدگی کے باوجود گفتگو مؤثر اور دلآویز کیا کرتے تھے، پہلی ملاقات میں کوئی ان سے متاثر نہیں ہوتا تھا، لیکن جیسے جیسے قربت بڑھتی، تعلقات میں اضافہ ہوتا، آدمی ان کا گرویدہ ہوتا تھا، اسی گرویدگی کی وجہ سے ان کے گرد ایسے لوگ جمع ہوگیے تھے، جنہوں نے ان کے دادا اور والد کے قائم کردہ اداروں کو اضمحلال اور تنازل کے اس دور میں پورے وقار، معیار، اعتبار اور اعتماد کے ساتھ چلایا اور آج بھی وہ تمام تعلیمی ادارے تیزی سے ترقی کی طرف گامزن ہیں، ڈاکٹر صاحب کی ایک بڑی خصوصیت عہدوں سے اجتناب تھا، کئی موقعوں پر انہوں نے عہدوں کے قبول کرنے سے انکار کیا، (بقیہ صفحہ ۱۴ر پر)

کتابوں کی دنیا ✍ : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

صدائے انور

مولانا محمد دبیر عالم نعمانی تخلص انور ساکن موضع بھورار، تھانہ نان پور ضلع سیتامڑھی مشہور عالم ہیں، بافیض ہیں، دارالعلوم دوری (قیام ۱۹۸۰) کے ذریعہ ان کا فیض آج بھی عام وتام ہے، شاعری مولانا کا نہ کبھی مشغلہ رہا اور نہ ہی باعث عزت وشہرت، لیکن طبع موزوں ہو اور خیالات وارد ہوتے ہوں تو وزن، بحر قافیہ، ردیف کے سانچے میں ڈھل کر افکار وخیالات اشعار بن جاتے ہیں، ان میں اصناف کی قید نہیں ہوتی، جو خیال آ گیا وہ شعر میں ڈھل گیے، اب وہ حمد، نعت، غزل، ہزل کچھ بھی ہوسکتا ہے، درجہ بندی بعد میں ہوتی ہے اور جب یہ کثیر تعداد میں جمع ہوجاتی ہیں تو شاعر کو اس کی بقا کی فکر دامن گیر ہوتی ہے اور وہ اسے کتابی شکل میں لانے میں کامیاب ہوجاتا ہے، کبھی شاعر اپنی زندگی میں ایسا نہیں کر سکا تو بعد میں ان کے وارثین اور شاگردان اس کام کو کر گذرتے ہیں، لیکن اب ایسے علمی ذوق والے وارث اور شاگرد بھی عنقا ہیں، یہاں سب اپنے اپنے پیرہن کی بات کرتے نظر آتے ہیں، میں نے بڑے علماء کے افادات اور کئی شعراء کے دواوین کو ضائع ہوتے دیکھا ہے، اس لیے یہ بات علی وجہ البصیرت کہہ رہا ہوں۔

مولانا محمد دبیر عالم انور نعمانی نے یہ اچھا کیا کہ مدرسہ کی چہار دیواری اور دیہات کے مرغزاروں میں بیٹھ کر جو فکر سخن کیا، اس کو صدائے انور کے نام سے محفوظ کرنے کا عزم کیا اور الحمدللہ کتاب ''صدائے انور'' کے نام سے تیار ہوگئی، اور اب یہ قارئین کی ضیافت طبع کے لیے طباعت کے مرحلے سے گذرنے والی ہے۔

میں نے صدائے انور کے پورے مسودہ کا حرف حرف مطالعہ نہیں کیا ہے، لیکن ہر صنف سے کچھ کچھ اشعار، نعتیں اور غزلیں میرے مطالعہ سے گذری ہیں، اور بہت سارے اشعار سے محظوظ ہوا ہوں، بعض مجلسوں میں ان کا کلام ان کی زبانی بھی سنا ہے، شاعر کا کلام بزبان شاعر سننے کا مزہ اور کیف کچھ اور ہی ہوتا ہے، اس مجموعہ میں کئی نعتیں ہیں اور یقیناً نعت نبی کہنا ایک طرف بڑی سعادت کی بات ہے، اور دوسری طرف یہ پل صراط پر چلنے جیسا عمل ہے، ذرا سا ادھر ادھر ہوئے اور بات بگڑ گئی، مولانا دبیر عالم صاحب کی نعتیں اچھی ہیں اور ان میں حمد، نعت، مناجات کے فاصلے کو برقرار رکھا گیا ہے اور برتا گیا ہے، لیکن دوسری طرف نعت کے نام سے لکھے گیے اشعار میں کافی تنوع پیدا ہوگیا ہے، اور اس سے کہیں کہیں قاری کو الجھن ہوتی ہے کہ یہ نعت ہے یا عصری حسیت سے بھر پور غزل کے اشعار، میرے مطالعہ کی روشنی میں نعت کے بیشتر اشعار میں توصیف نبی کا عنصر دب گیا ہے، جو نعت کی جان ہوا کرتی ہے۔ مثلاً ایک عنوان نعت مقدس ہے، جس کا مطلع ہے۔

میری برکت کا اس دن عرش پہ اعلان ہوتا ہے	کہ جس دن میرے گھر میں جب کوئی مہمان ہوتا ہے

اس پوری نعت میں ایک بھی شعر مدح رسول اور توصیف نبی پر نہیں ہے، ایک دوسری نعت کا مطلع ہے۔ ''طائف میں نبی پتھر کھائے ہوئے تو ہیں''۔ اس نعت میں پانچ اشعار ہیں، جن میں آخر کے دو اشعار کا نعت سے کوئی تعلق نہیں ہے، ایک شعر آپ بھی دیکھئے۔

جنت ملے گی مجھ کو دعاء ماں سے ملی ہے
قدموں کو اپنی ماں کے دبائے ہوئے تو ہیں

اس طرح کی اور کئی نعتیں اس مجموعے میں شامل ہیں، جن میں نعت اصطلاحی کا فقدان ہے اور اگر اس کے اوپر سے نعت کا عنوان ہٹا دیا جائے اور اس پر غزل لکھ دیا جائے تو قاری تمیز نہیں کر سکے گا کہ یہ نعت کے اشعار ہیں، بلکہ عصری حسیت سے بھر پور غزل کے اشعار ہی سمجھے گا، نعت کے عنوان سے درج اس مطلع کو دیکھئے۔

تب روتا غریب باپ ہے لے لے کے سسکیاں	جب ہاتھوں میں لیے زہر کو سوتی ہیں بیٹیاں

ظاہر ہے اس مضمون کا نعت سے کیا تعلق ہے، اس کے باوجود ایسا نہیں ہے کہ ان میں نعت کے اشعار بالکل نہیں ہیں، ہیں لیکن آٹے میں نمک کے برابر۔ اس لیے مولانا کو میرا مشورہ ہے کہ وہ اشعار کی درجہ بندی پھر سے کریں، نعت کی تعداد اس مجموعہ میں کم ہوجائے پرواہ نہیں، لیکن اسے خالص رکھیں اور بقیہ اشعار کو غزل کے عنوان سے شامل کتاب کریں، اس مجموعہ میں جو غزلیں ہیں وہ عصر حاضر کے تناظر میں ہیں، ان میں ندرت خیال اور رفعت افکار تو نہیں ہے، لیکن ان میں ترسیل کی کمی نہیں ہے، انور صاحب سادے لفظوں میں قاری تک اپنی بات پہونچانے کا ہنر جانتے ہیں، البتہ ان کو پڑھ کر ہم اسے اعلیٰ شاعری کا نمونہ نہیں قرار دے سکتے، کیوں کہ اس کا انداز بڑی حد تک مولوی کے وعظ کی طرح ہوگیا ہے، وعظ کی بڑی اہمیت ہے، اس سے انکار نہیں، لیکن واعظانہ انداز کی شاعری سے فن کو بڑا نقصان پہونچتا ہے، مضامین وتخیلات شاعر اپنے ماحول سے ہی اٹھاتا ہے، لیکن شعر وادب کے لیے مستعمل صنعتیں، تشبیہ، استعارے، تلمیحات اسے وعظ وخطاب سے اوپر لے جاتے ہیں اور تب وہ ادبی شہ پارہ بن پاتا ہے، صدائے انور میں یہ کمی کھٹکتی ہے۔ اس حقیقت کے باوجود بعض غزلیں اس مجموعہ میں اچھی ہیں، چند اشعار بطور نمونہ درج ہے۔

ہم شان ہندوستان کو بچانے میں لگے	وہ مجھ کو ہندوستان سے بھگانے میں لگے ہیں
ہم نے آگ جن کے گھر کی بجھائی تھی دوستو	وہ آگ میرے گھر میں لگانے میں لگے ہیں

ان سب کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کتاب کے ذریعہ مولانا کی شاعری کے نمونے ہمارے سامنے آگیے اور مستقبل میں کوئی شعراء سیتامڑھی کی تاریخ وتذکرہ لکھے گا تو مولانا کے ان رشحات قلم کو نظر انداز کرنا اس کے لیے آسان نہیں ہوگا۔

نظمیں اور قطعات وغیرہ بھی اس مجموعہ میں شامل ہیں، حادثہ گجرات پر بھی ایک نظم ہے، جس میں قتل وغارت گری کے مناظر کی مضبوط اور مؤثر عکاسی کی گئی ہے، لیکن اسے بھی اپنے اسلوب، الفاظ اور شعری پیرہن کے اعتبار سے اعلیٰ ادب قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کتاب ابھی زیر طبع ہے، انتظار مجھے بھی ہے، آپ بھی کیجئے، اس انتظار میں قیمت اور ملنے کے پتے کو بھی شامل کر لیجئے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت سعید بن عامر الجمحی رضی الله عنه کا کمال استغنیٰ: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپؓ نے جناب سعید بن عامرؓ کو اپنی نصرت وتائید کے لئے دعوت دی اور فرمایا: ''اے سعیدؓ ہم تمہیں علاقہ حمص کا گورنر مقرر کرتے ہیں، انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا: ''اے عمرؓ! اللہ کا واسطہ ہے، مجھے اس آزمائش نہ ڈالئے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر خفا ہوکر فرمایا: ''بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے خلافت کا بار تنہا میری گردن پر ڈال دیا اور خود اس سے الگ تھلگ ہونے کی کوشش کر رہے ہو؟ خدا کی قسم میں چھوڑنے والا نہیں'' اس کے بعد آپ نے ان کو صوبۂ حمص کا گورنر مقرر کردیا اور ارشاد فرمایا: ''کیا تمہارے لئے ہم کچھ معاوضہ مقرر نہ کردیں؟ اس پر حضرت سعید بن عامرؓ نے کہا: ''امیر المومنین! میں معاوضہ لے کر کیا کروں گا؟ بیت المال سے جو کچھ ملتا ہے، وہ بھی میری ضرورت سے زیادہ ہے، یہ کہا اور حمص کی طرف چل دیئے۔

کچھ عرصہ بعد اہالیان حمص میں سے قابل اعتماد افراد پر مشتمل ایک وفد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؓ نے وفد کو حکم دیا ''تم لوگ مجھے ان افراد کے نام لکھ کر دو جو تم میں مفلس ونادار ہیں، تاکہ میں ان کی مالی مدد کرسکوں، وفد نے آپؓ کی خدمت میں ایک دستاویز پیش کی، آپؓ کیا دیکھتے ہیں کہ اس فہرست میں حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کا نام بھی درج ہے، آپ نے دریافت فرمایا: کون سعید بن عامرؓ؟ انہوں نے بتایا: ہمارا گورنر، فرمایا: آپ کا گورنر مفلس ہے؟ انہوں نے کہا: ''جی ہاں، خدا کی قسم! کئی کئی دن ان کے چولہے میں آگ نہیں جلتی، یہ سننا تھا کہ حضرت عمرؓ بے اختیار رو پڑے اور اتنے روئے کہ آپؓ کی ڈاڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، آپؓ اٹھے اور ہزار دینار لئے اور ان کو ایک تھیلی میں بھر کر فرمایا: ''ان سے میرا اسلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ امیر المومنین نے یہ تھیلی تمہارے لئے بھیجی ہے، تاکہ اس سے تم اپنی ضروریات پورا کرسکو، یہ وفد حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے ہاں تھیلی لے کر آیا، آپؓ نے دیکھا کہ اس میں تو دینار ہیں، تھیلی کو اپنے سے دور ہٹا کر بس یہ کہنے لگے: ''انا للہِ وانا الیه راجعون'' ''گویا کوئی پریشانی نازل ہوگئی یا ناگوار واقعہ پیش آگیا، یہ کیفیت دیکھ کر آپ کی بیوی گھبرائی ہوئی اٹھی اور کہنے لگی: ''میرے سرتاج! کیا سانحہ رونما ہوگیا؟ کیا امیر المومنین وفات پا گئے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ بات کہیں زیادہ اہم ہے، اس نے پوچھا: کیا کسی معرکۂ جہاد میں مسلمانوں کو کوئی صدمہ پہنچا؟ آپ نے فرمایا: اس سے بھی بڑی بات، اس نے عرض کی: بھلا اس سے بڑی بات کیا ہوسکتی ہے؟ فرمایا: میرے ہاں دنیا در آئی تاکہ میری آخرت بگاڑ دے، میرے گھر فتنہ ابھر آیا، اس نے عرض کی: کیوں نہ آپ اس فتنہ سے گلوخلاصی کرلیں؟ اسے دیناروں کے بارے میں کچھ علم نہ تھا۔ انہوں نے فرمایا: کیا اس سلسلہ میں میری مدد کروگی؟ عرض کیا: جی ہاں، کیوں نہیں، آپ نے دینار متعدد تھیلوں میں بند کئے اور غریب مسلمانوں میں تقسیم کردئے۔

اس واقعہ کو زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیار شام لائے، مقصد یہ تھا کہ اس علاقہ کے حالات معلوم کرسکیں، ان دنوں حمص کا نام کویفہ پڑ گیا تھا جو لفظ کوفہ کی تصغیر ہے، یہ اس نام سے اس لئے مشہور ہوا کہ یہاں کے لوگ عمال اور حکومت کے خلاف شکوہ شکایت کرنے میں اہل کوفہ سے بہت حد تک مشابہت رکھتے تھے، جب حضرت عمرؓ کی تشریف آوری حمص میں ہوئی تو یہاں کے لوگ آپ کو سلام عرض کرنے کی خاطر حاضر ہوئے۔

آپ نے فرمایا: تم نے اپنے امیر کو کیسا پایا؟ انہوں نے اس کی شکایت میں زبان کھولی اور ان کے طرز عمل کے بارے میں چار باتیں کہیں، جو ایک دوسری سے بڑھ چڑھ کر تھیں، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے گورنر اور شکایت کرنے والوں کو ایک ساتھ طلب کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی حضرت سعیدؓ کے بارے وہ میرے گمان کو جھوٹا نہ ہونے دے۔

مجھے اس پر بہت اعتماد تھا، جب یہ لوگ اور ان کا گورنر بوقت صبح میرے پاس آئے تو میں نے دریافت کیا تمہیں اپنے گورنر سے کیا گلہ ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ دن چڑھے تک گھر سے باہر نہیں نکلتے، اس پر میں نے پوچھا سعیدؓ! تم اس سلسلہ میں کیا کہنا چاہتے ہو؟ سعیدؓ چند لمحے خاموش رہے، پھر کہا: بخدا میں اس سلسلہ میں کچھ کہنا ناپسند کرتا تھا، لیکن اب اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں کہ میں حقیقت حال صاف صاف بیان کردوں، صورت حال یہ ہے کہ گھر میں میرے پاس کوئی خادم نہیں، میں صبح سویرے اٹھتا ہوں اور اہل خانہ کیلئے آٹا گوندھتا ہوں، پھر تھوڑی دیر تک انتظار کرتا ہوں، تاکہ آٹے میں خمیر پیدا ہوجائے، بعد ازاں ان کے لئے روٹی پکاتا ہوں، پھر وضو کر کے لوگوں کی خدمت کیلئے گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ تمہیں ان کے خلاف اور کیا شکایت ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ رات کے وقت کسی کی نہیں سنتے، میں نے کہا: سعیدؓ! اس اعتراض کا تمہارے پاس کیا جواب ہے؟ فرمایا: بخدا، میں اس امر کا اظہار بھی ناپسند کرتا ہوں، مختصراً یہ عرض ہے کہ میں نے دن ان کے لئے وقف کر رکھا ہے اور رات اللہ عزوجل کی عبادت کیلئے۔

میں نے پوچھا: آپ کو ان کے خلاف اور کیا شکایت ہے؟ وہ بولے: مہینہ میں ایک دن غفلت سے کام لیتے ہیں، میں نے دریافت کیا: سعیدؓ! یہ کیوں؟ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! میرے پاس نہ تو کوئی خادم ہے، نہ ان کپڑوں کے سوا میرے پاس کپڑوں کا کوئی جوڑا ہے، اس وقت جو کپڑے میں نے پہن رکھے ہیں، مہینے میں ایک مرتبہ دھوتا ہوں، پھر منتظر رہتا ہوں کہ یہ خشک ہوجائیں، جب یہ خشک ہوجاتے ہیں تو میں انہیں کو پہن کر دن کے آخری حصے میں ان کا سامنا کرتا ہوں۔

پھر میں نے دریافت کیا: کوئی اور شکایت؟ انہوں نے کہا: مجلس میں بیٹھے بیٹھے کبھی کبھی ان پر غشی طاری ہوجاتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اہل مجلس سے ان کا کوئی تعلق نہیں، میں نے پوچھا: سعیدؓ! یہ کیا بات ہے؟ سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا منظر بچشم خود دیکھا ہے، میں اس وقت مشرک تھا، میں نے دیکھا کہ قریش اس کی بوٹیاں کاٹ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں، کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تمہاری جگہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں؟ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ جواب میں کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم! میں یہ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میں تو اپنے اہل وعیال میں اطمینان سے رہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم میں ایک کانٹا بھی چبھنے پائے، جب بھی وہ دن مجھے یاد آتا ہے، سوچ میں پڑ جاتا ہوں کہ میں نے اس دن ان کی کیوں مدد نہ کی؟ ڈرتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ میرا یہ جرم معاف نہ کرے، اس کے بعد مجھ پر غشی طاری ہوجاتی ہے۔

یہ سنا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے کہ جس نے سعید رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرے حسن ظن کو غلط ثابت نہیں کیا: اس کے بعد آپ نے ایک ہزار دینار بھیجے تاکہ ان سے اپنی ضروریات پوری کرلیں، جب یہ دینار حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے دیکھے تو کہہ اٹھی کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں آپ کی خدمات سے بے نیازی بخشی، ہمارے لئے ضرورت کی اشیاء خرید لیجئے اور گھر کے کام کاج کیلئے ایک خادم رکھ لیجئے، اس پر آپؓ نے بیوی سے فرمایا: میں تجھے وہ چیز نہ دوں جو اس سے بھی بہتر ہو؟ بیوی نے کہا: بھلا وہ کیا، فرمایا: یہ دینار ہم اسی کو لوٹا دیں جو ہمارے پاس لایا ہے، ہم ان دیناروں سے کہیں زیادہ اس کے محتاج ہیں، بیوی نے کہا: وہ کون؟ فرمایا: کیوں نہ ہم اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے دیں، بیوی نے عرض کی: آپ نے بجا ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ نے اسی مجلس میں دیناروں کو مختلف تھیلیوں میں رکھا اور اپنے اہل خانہ میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ جاؤ، فلاں کی بیوی، فلاں کے یتیم بچوں اور فلاں خاندان کے مساکین اور فلاں قبیلہ کے محروموں میں تقسیم کرآؤ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو سند رضا سے نوازا، آپ ان لوگوں میں سے تھے جو دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے خود گھاٹے میں رہیں۔

والدین کی خدمت پر غیبی نصرت: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے برکت کا ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک نوجوان تھا اس نے اپنے والدین کی بڑی خدمت کی، بھائیوں سے کہا کہ جائیداد کا حصہ میں آپ کے سپرد کرتا ہوں، والدین کی خدمت آپ میرے سپرد کردیں، سودا کرلیا، چنانچہ اس نے ماں باپ کی خوب خدمت کی، ماں باپ فوت ہوگئے، اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے کہتا ہے کہ فلاں پتھر کے نیچے سو دینار ملیں گے، کیونکہ تو نے ماں باپ کی بڑی خدمت کی ہے، پوچھا اس میں برکت ہوگی؟ کہا برکت نہیں ہوگی، نوجوان نے کہا میں نہیں لوں گا، صبح اٹھا، بیوی کو بتایا، بیوی نے کہا بے شک نہ لینا لیکن جا کے دیکھو تو سہی پڑے بھی ہیں یا نہیں، اس نے کہا جب لینے نہیں تو میں جا کر دیکھتا بھی نہیں، دوسری رات پھر خواب آیا کہ دس دینار فلاں پتھر کے نیچے پڑے ہیں ابھی موقعہ ہے لے لو تمہاری خدمت کے بدلے مل رہے ہیں، پوچھا برکت ہوگی؟ کہا کہ برکت تو نہیں ہوگی، تو جوان کہنے لگا مجھے نہیں چاہئے، تیسری رات پھر خواب آیا کہ فلاں پتھر کے نیچے ایک دینار پڑا ہے اب جا کر لے لو، اب موقعہ ہے، پوچھا برکت ہوگی؟ کہا ہاں برکت ہوگی، وہ صبح اٹھا اس پتھر کے نیچے سے جا کر دینار اٹھا کر لے آیا گھر آتے ہوئے خیال آیا کیوں نہ آج میں گھر میں پکانے کے لیے اچھی چیز لے جاؤں، اس نے مچھلی خریدی جب گھر آیا اور اس کی بیوی نے مچھلی کو کاٹا تو اس مچھلی کے پیٹ سے ایک ایسا موتی نکلا جس کو بیچا تو ان کی زندگی کا پورا خرچہ نکل آیا یہ برکت آتی ہے، اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ انسان کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا ہے۔

سجدے سے سر اٹھاؤں تو کیسے؟: حضرت مولانا محمود الحسن گنگوہیؒ نماز کا لمبا سجدہ کیا کرتے تھے، کسی نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ جب سجدہ کرتا ہوں تو دل یہ کہتا ہے کہ معلوم نہیں، پھر یہ موقع ملے یا نہ ملے، اس لئے میرا سر اٹھانے کو دل نہیں چاہتا، اسی طرح حضرت مولانا یحییٰ صاحب لمبا سجدہ کرتے تھے، کسی نے کہا کہ حضرت اتنا لمبا سجدہ کیوں فرمانے لگے انہوں نے فرمایا کہ روایت میں آیا ہے کہ ''الساجد یسجد علی قدمی الرحمٰن'' سجدہ کرنے والا اللہ کے قدموں پر سجدہ کر رہا ہوتا ہے، تو جب سجدہ کرتا ہوں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سر رکھ دیا، اس لئے میرا سر اٹھانے کو جی نہیں چاہتا۔ (تمنائے دل، ص:۱۲۲)

نشان سجود تیری جبیں پر ہوا تو کیا
کوئی ایسا سجدہ کر کہ زمین پر نشان رہے

اسیر مالٹا کی بے مثال قوت فولادی: حضرت شیخ الہندؒ کو دین کیلئے بڑی قربانیاں دینی پڑیں، ان کے حالاتِ زندگی میں لکھا ہے کہ جب ان کی وفات حکیم محمد اجمل کی کوٹھی پر ہوئی، غسل دینے والے نے دیکھا کہ ان کی پیٹھ پر زخموں کے بڑے بڑے نشان ہیں، اس نے رشتہ داروں سے پوچھا، انہوں نے گھر والوں سے پوچھا، لیکن کسی کو کچھ معلوم نہ تھا، سب حیران تھے، اہل خانہ سے بھی اس بات کو چھپائے رکھا، آخر کیا معاملہ ہے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اس وقت کلکتہ گئے ہوئے تھے، ان کو حضرت شیخ الہند کی وفات کی خبر ملی تو وہاں سے جنازہ میں شرکت کے لئے آئے، ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ بتائیے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت مدنیؒ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، فرمانے لگے: یہ ایک راز تھا اور حضرت نے منع فرمایا تھا کہ میری زندگی میں تم کسی کو نہیں بتانا، اس لئے یہ امانت تھی اور میں بتا نہیں سکتا تھا، اب تو حضرت وفات پا گئے ہیں، لہذا اب تو میں بتا سکتا ہوں، وہ فرمانے لگے کہ جب ہم مالٹا میں قید تھے، اس وقت حضرت کو اتنی سزا دی جاتی، اتنی سزا دی جاتی کہ جسم پر زخم ہوجاتے تھے اور کئی مرتبہ ایسا ہوتا تھا کہ فرنگی انگارے بچھا دیتے اور حضرتؒ کو اوپر لٹا دیتے تھے، جیل کے حکام کہتے کہ محمود! صرف اتنا کہہ دو کہ میں فرنگیوں کا مخالف نہیں ہوں، آپ کو ہم اتنا کہنے پر چھوڑ دیں گے، مگر حضرت فرماتے تھے کہ نہیں میں یہ الفاظ نہیں کہہ سکتا، وہ ان کو بہت زیادہ تکلیف دیتے تھے۔

حضرت جب اپنی جگہ پر رات کو سونے کے لئے آتے تو سو بھی نہیں سکتے تھے، نیند نہ آنے کی وجہ سے بھی تکلیف اور ادھر سے بھی اذیتیں، ہم لوگ حضرت کی حالت دیکھ کر پریشان ہوجاتے، ہم نے ایک دن رو کر کہا، حضرت! آخر امام محمدؒ نے ''کتاب الحیل'' لکھی ہے، لہذا کیا کوئی ایسا حیلہ ہے کہ آپ ان کی سزا سے بچ جائیں، حضرت نے فرمایا، نہیں، اگلے دن حضرت کو پھر سزا دی گئی، جب کئی دن متواتر یہ سزا ملتی رہی تو ایک دن ایک فرنگی کھڑا ہو کر کہنے لگا، تجھے کیا ہوگیا؟ تو یہ کیوں نہیں کہنا چاہتا کہ میں فرنگیوں کا مخالف نہیں ہوں؟ اس وقت حضرتؒ نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں کہنا چاہتا کہ میں اللہ کے دفتر سے نام کٹوا کر تمہارے دفتر میں نام نہیں لکھوانا چاہتا، حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرتؒ آئے تو ہم نے دیکھا کہ آپ کو اذیت ناک سزا دی گئی ہے، ہم حضرت کے ساتھ تین چار شاگرد تھے، ہم نے مل کر عرض کیا، حضرت! کچھ مہربانی فرمائیں، اب جب حضرت نے دیکھا کہ مل کر بات کی تو ان کے چہرے پر غصے کے آثار ظاہر ہوئے، فرمانے لگے، حسین احمد! تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟ میں روحانی بیٹا ہوں حضرت بلالؓ کا، میں روحانی بیٹا ہوں حضرت خبیبؓ کا، میں روحانی بیٹا ہوں حضرت سمیہؓ کا، میں روحانی بیٹا ہوں امام احمد بن حنبلؒ کا کہ جن کو اتنے کوڑے مارے گئے کہ اگر ہاتھی کو مارے جاتے تو وہ بھی بلبلا اٹھتا، میں روحانی بیٹا ہوں مجدد الف ثانیؒ کا کہ جن کو دو سال کے لئے گوالیار کے قلعے میں قید رکھا گیا تھا، میں روحانی بیٹا ہوں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا جن کے ہاتھوں کو کلائیوں کے قریب سے توڑ کر بیکار بنا دیا گیا تھا، حسین احمد! کیا میں ان فرنگیوں کے سامنے شکست تسلیم کرلوں؟ نہیں، یہ میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہیں مگر دل سے ایمان نہیں نکال سکتے، سبحان اللہ! جب ایسی استقامت ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فیض بھی جاری فرما دیتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اصلاحِ امت

محمد تبریزعالم حلیمی قاسمی

محسنِ انسانیت، سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سرزمین عرب میں ایسے جاہلی ماحول میں ہوئی جہاں انسانیت پستی کی انتہا کو پہنچ چکی تھی اور یہ حالت صرف عرب ہی کی نہیں تھی؛ بلکہ اکثر ممالک کی زبوں حالی قابلِ رحم تھی، ہر طرف سماجی ومعاشرتی بدنظمی اور معاشی واقتصادی بے چینی تھی، اخلاقی گراوٹ روز افزوں تھی، مزید برآں بت پرستی عروج پر تھی، قبائلی وخاندانی عصبیت بڑی سخت تھی اور شدید ترین نفرتوں، انتقامی جذبات، انتہاپسندانہ خیالات، لاقانونیت، سودخوری، شراب نوشی، خدافراموشی، عیش پرستی وعیاشی، مال وزر کی ہوس، سنگ دلی اور سفاکی وبے رحمی سے پورا عالم متاثر تھا؛ الغرض چہار سُو تاریکی ہی تاریکی تھی، مفکرِ اسلام مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی (1914-1999ء) نے بڑا جامع نقشہ کھینچا ہے: ''خلاصہ یہ کہ اس ساتویں صدی مسیحی میں روئے زمین پر کوئی قوم ایسی نظر نہیں آتی تھی، جو مزاج کے اعتبار سے صالح کہی جاسکے اور نہ ایسی کوئی سوسائٹی تھی جو شرافت اور اخلاق کی اعلیٰ قدروں کی حامل ہو، نہ ایسی کوئی حکومت تھی جس کی بنیاد عدل وانصاف اور رحم پر ہو اور نہ ایسی قیادت تھی جو علم وحکمت اپنے ساتھ رکھتی ہو اور نہ کوئی ایسا صحیح دین تھا جو انبیاء کرام کی طرف صحیح نسبت رکھتا ہو اور ان کی تعلیمات وخصوصیات کا حامل ہو، اس گھٹاٹوپ اندھیرے میں کہیں کہیں عبادت گاہوں اور خانقاہوں میں اگر کبھی کبھی کچھ روشنی نظر آجاتی تھی تو اس کی حیثیت ایسی ہی تھی، جیسے برسات کی اندھیری رات میں جگنو چمکتا ہے.... اس عالم گیر تاریکی اور فساد کا نقشہ قرآن مجید نے جس طرح کھینچا ہے، اس سے زیادہ ممکن نہیں۔'' ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ. (الروم: 41) خرابی پھیل گئی ہے خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے نتیجے میں؛ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھادے اور وہ باز آجائیں۔ (انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ص:83)

سرزمین عرب کا انتخاب: ذکورہ بالا دور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے، اگر تمام عالم کی رہبری کے واسطے ایک واحد مرکز قائم کرنے کے لیے، ہم کسی جگہ کا انتخاب کرنا چاہیں تو عرب ہی اس کے لیے موزوں ترین معلوم ہوگا؛ کیوں کہ اگر ہم عرب کو کرۂ ارض کے نقشہ پر دیکھیں تو اس کے محل وقوع سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اسے ایشیا، یورپ اور افریقہ کے براعظموں کے وسط میں جگہ دی ہے؛ اس لیے ایسے ملک میں دنیا کے جملہ مذاہب کا پہنچ جانا اور سبھی کا بگڑ جانا بخوبی سمجھا جاسکتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عرب کی آواز ان براعظموں میں بہت جلد پہنچ جانے کے اسباب وذرائع بخوبی موجود تھے؛ چناں چہ خالقِ کائنات نے غالبًا اسی لیے حضور پُرنور علیہ السلام کو عرب میں پیدا فرمایا، اور ان کو بتدریج قوم اور ملک اور عالم کی رہبری کا کام سپرد فرمایا۔ سیرتِ رسول اور تاریخِ اسلام کا مطالعہ کرنے والا یہ نتیجہ بہ آسانی اخذ کرسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کس قدر مشکل تھا اور انھوں نے اس فرض کو کس خوش اسلوبی، صبر وثبات اور استقامت وتحمل سے ادا کیا، اور کس طرح پُرامن تہذیب وتمدن اور علم واخلاق کی روشنی چہار سُو پھیلائی اور مختلف رنگوں، امتیازوں اور تفاوتوں سے قطعِ نظر کرکے، کس طرح سب کو دینِ واحد کے رشتے سے متحد اور ہم خیال بنایا اور کس طرح قومیت کا تفرقہ، عرب وعجم کا فاصلہ اور اسود وابیض کا فرق مٹایا۔

اصلاحی مشن کا بتدریج آغاز: چوں کہ بنوہاشم اور قریش، عرب بالخصوص مکہ کے بڑے اور بااثر لوگوں میں سے تھے اور حضور علیہ السلام بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے؛ اس لیے آپ نے اپنے اصلاحی مشن کا آغاز سب سے پہلے اپنے خاندان والوں سے کیا؛ تاکہ دوسروں پر اس کا مثبت اثر پڑے، یہ الگ بات ہے کہ قریش اس صدائے حق سے حیران ہوگئے اور جاہلی عادات وخیالات کے خلاف، آواز سُن کر برافروختہ ہوگئے؛ لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی، مخالفت کے طوفان اٹھے، فتنہ کی آندھیاں آئیں اور چلی گئیں اور آپ اپنی جگہ پہاڑ کی طرح جمے رہے، کچھ دنوں کے بعد خاندان کے دائرے سے آگے بڑھ کر مکہ اور اس کے گرد وپیش کے قبائل کو بھی پیغامِ حق سنانے لگے؛ تاکہ وہ اپنی تشنہ روحوں کو آبِ حیات سے سیراب کرسکیں؛ چناں چہ آپ نے اپنی صدائے حق طائف، حنین اور یثرب تک پہنچایا اور پھر وہ وقت آیا کہ آپ کی بعثت کو عام قرار دیا گیا اور آپ نے اپنے پیغامِ امن کو پوری انسانیت کے لیے عام کردیا، عرب وعجم اور اسود واحمر سب کے سامنے ایسا ضابطۂ اخلاق، مکمل دستورالعمل اور شاندار نظامِ حیات رکھا، جو تنگ ذہنی اور تنگ نظری سے نہ صرف یہ کہ پاک تھا؛ بلکہ دیگر اقوام کے لیے آئیڈیل اور قابلِ تقلید تھا اور جس میں ہر فرد کا خیال رکھا گیا اور جس میں دوست ہی نہیں دشمن کے لیے بھی وہ خلوص تھا جو پورے عالمِ انسانیت کو یکجہتی کے رشتے کی لڑی میں پروتا ہے اور محکوموں، مجبوروں، بے سہاروں اور بے کسوں کے انسانی حقوق کے تحفظ کی گارنٹی دیتا ہے اور نوعِ انسانی کے سارے افراد کو ایک خاندان میں تبدیل کرتا ہے اور سب سے اہم اور بڑی بات؛ بلکہ بہت بڑی بات یہ ہوئی کہ پیغمبرِ اسلام نے کائنات کی، صرف صحیح راستے کی جانب رہ نمائی نہیں کی؛ بلکہ اس پر چل کر دکھایا اور خود کو ان تعلیمات کا عملی نمونہ بنا کر ایک ایسا عظیم انسانی انقلاب برپا کیا؛ جس کا تصور اس قلیل عرصہ میں ناممکن ہی نہیں؛ محال معلوم ہوتا ہے۔

آپ کی بعثت کا مقصد تلاوتِ کتاب، تزکیۂ نفوس، تعلیم حکمت اور تعلیم کتاب تھا: یعنی شرک وبدعت کے دلدل سے لوگوں کو نکال کر، توحید خالص کی دعوت، جنت کی بشارت اور عذابِ آخرت کی وعید کو پہنچانا تھا، آپ کا کام نیکی کی ترغیب اور بدی سے منع کرنا تھا، پاک وصاف اشیاء کو حلال اور گندی وناپاک چیزوں کو حرام قرار دینا تھا، الفت واخوت اور مواسات ومساوات کا درس دینا آپ کا نصب العین تھا، بکھری ہوئی جاں بہ لب انسانیت کو ایک لڑی میں پرونا آپ کا خاص مشن تھا؛ چناں چہ اس محسنِ انسانیت نے عظمتِ کردار، بلندئ اخلاق اور پاکیزگی عمل کا جو نمونہ پیش کیا، اس نے اہل عرب ہی نہیں؛ بلکہ تمام عالم انسانیت کے قلوب واذہان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور روحوں کو تڑپا دیا؛ بلکہ گرما دیا؛ یہ ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ تاریخ عالم میں، دوسرا ایسا کوئی مصلح کامل نہیں ملتا جس نے اپنے کردار وعمل سے خود کو ''رحمۃ للعالمین'' ثابت کیا ہو، اور یہی سبب ہے کہ آپ کی عظمت اور آپ کے تقدس کا اعتراف مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک ہر مذہب ومسلک اور مکتبِ فکر کے دانشوروں اور مورخوں نے کیا ہے۔

دعوت کا اثر: سابقہ تحریر سے معلوم ہوچکا ہے کہ حضور علیہ السلام عرب میں مبعوث ہوئے؛ اس لیے فطری طریقِ کار کے پیشِ نظر اول قوم عرب ہی آپ کی مخاطب قرار پائی اور آپ کی دعوت کا اثر سب سے پہلے انھیں پر ظاہر ہوا، اور آہستہ آہستہ ان کی زندگی میں انقلاب آنا شروع ہوا اور وہ آپ کے سایۂ رحمت میں بتدریج آنے لگے، اور کچھ دنوں کے مخلصانہ ومشفقانہ اور دردمندانہ محنت کے بعد ''خیرِ امت'' ہونے کی راہ ہموار ہونے لگی اور پھر جاں نثارانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی جماعت تیار ہوئی کہ جن سے بہتر یا افضل کوئی جماعت اس روئے زمین پر دیکھنے میں نہیں آئی؛ جس نے اپنے رہبر کامل کی حیات کے ایک ایک لمحہ کو حرزِ جاں بنایا اور اس پر مَر مٹنے کو قابلِ فخر اور سعادتِ دارین سمجھا اور وہ قابل قدر سرمایہ آج اس امت کے پاس متصل اور مسلسل سند کے ساتھ موجود ہے اور یہ خصوصیت صرف اسی مصلح امت کے حصے میں آئی، جسے محسنِ انسانیت، سرورِ کونین، فخرِ دوجہاں، ہادیِ عالم، رحمۃ للعالمین، فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماویٰ، یتیموں کا والی اور غلاموں کا مولیٰ بنایا گیا تھا، اور سرکش طبیعتوں کا یہ زبردست انقلاب؛ بلکہ تاریخ کا عظیم ترین انقلاب اسی رسولِ برحق اور عظیم داعی کے دست مبارک پر انجام پایا، جو تاریخ انسانی کا ایک محیّر العقول واقعہ ہے:

دُرفشانی نے تیری، قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا، آنکھوں کو بینا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی، جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا

انسانی زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جسے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل اور اپنی مثبت فکر سے متاثر نہ کیا ہو، آپ نے اوس وخزرج کے درمیان برسہا برس سے جاری جنگ کو ختم کراکر قتل کے ایک زبردست سلسلہ کو روک دیا، آپ نے جنگ کے جس ضابطۂ اخلاق کی وضع کی اور اس پر عمل کیا، دنیا اس کی نظیر پیش نہ کرسکی اور نہ کرسکتی ہے؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ دورانِ جنگ بوڑھوں، عورتوں اور بچوں پر نہ صرف یہ کہ وار نہ کیا جائے؛ بلکہ ان کا مکمل تحفظ کیا جائے، دشمن کی صفوں میں موجود ہنرمند اور تعلیم یافتہ افراد کو قتل نہ کرنے کا حکم دے کر آپ نے دنیا پر علم وہنر کی عظمت واہمیت کو اجاگر کیا، دشمن کے کھیتوں اور درختوں کو نہ جلانے اور تالاب وکنوؤں میں زہر نہ ملانے کا حکم اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ کسی بھی بے قصور شخص کی ہلاکت کے خلاف تھے، آج کی نام نہاد مہذب اقوام کے لیے آپ کا مذکورہ حکم ایک آئینہ ہے جس میں وہ اپنا چہرہ دیکھ سکتی ہیں؛ کہ جو اپنے ذاتی مفادات کی خاطر، نہتوں اور بے قصوروں پر میزائل اور بم برسانے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتیں، آپ علیہ السلام نے برائی کی مدافعت، بھلائی سے کرنے کی جو تعلیم دی اس سے اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ آپ واقعی محسنِ انسانیت تھے، آپ ایک بہترین نظامِ حکومت کے بانی ہیں، عمدہ ترین تہذیب وثقافت کے مُؤسس ہیں، عدل وانصاف کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی نظامِ معیشت کے قائم کرنے والے ہیں، آپ نے سیاسی، اقتصادی، معاشی، اخلاقی اور معاشرتی مسائل کا ایک متوازن اور معتدل حل پیش کیا، آپ نے حسن تدبّر وتدبیر، اور حسنِ انتظام وانصرام کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ بڑے سے بڑے مدبر ومنتظم حیران وششدر ہوئے بنا نہ رہ سکے، آپ نے انفرادی زندگی کے بجائے، اجتماعی زندگی پر زور دیا، انتشار وخلفشار کے بدلے، اتحاد واتفاق کو اسلام کا نصب العین بنایا، امامت وقیادت کی بنیاد تقویٰ وقابلیت پر رکھی، آپ نے سماجی بھلائی اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں نہ صرف بڑھ چڑھ کر حصہ لیا؛ بلکہ بسا اوقات اس کی قیادت بھی کی، حجراسود کی تنصیب، حلف الفضول اور مُواخات کا عمل اس کی واضح مثال ہیں، آپ نے زید بن حارثہ جو غلام تھے، کی اپنے بیٹے کی طرح پرورش کی، غلام ویتیم کے ساتھ ایسے برتاؤ کی مثال دنیا نے کیوں کر دیکھا ہوگا؟ آپ نے عورتوں کو ان کے تمام حقوق کے ساتھ، عظمت واحترام کے اوجِ ثریا پر پہنچایا، بڑوں چھوٹوں کے فرقِ مراتب کی حد بندی کی؛ الغرض کسی بھی شعبہ ہائے حیات کو تشنہ نہیں چھوڑا:

کسی اک ادا کی تو بات کیا — حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
وہ خدا کا جس نے پتہ دیا — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

گفتار وکردار میں یکسانیت کا فلسفہ: آپ نے اپنی زندگی کے قلیل عرصہ میں، جس طرح مردہ قلوب میں روح ڈال دی، نفرت وعداوت کی جگہ، الفت ومحبت کو قائم کیا، ظلمت وجہالت کے فاسد مادے کو نکال باہر کیا، عرب کے بدووں کے قلوب واذہان میں نورِ صداقت اور ضیائے علم کو سمودیا اور جس طرح ان کی کایا پلٹ دی یہ آپ کا عظیم الشان معجزہ ہے؛ جس میں آپ کا کوئی ثانی نہیں، بہ قول سید سلیمان ندوی: ''آدم سے عیسیٰ تک اور شام سے ہندوستان تک انسان کی مصلحانہ زندگی پر ایک نظر ڈالو، کیا عملی ہدایتوں اور کامل مثالوں کا کوئی نمونہ کہیں نظر آتا ہے؟'' حضور علیہ السلام کی تبدیلیِ قلوب کی تحریک اس لیے کارگر اور زود اثر ثابت ہوئی کہ آپ نے جو کہا، اُسے پہلے خود کیا اور یہی اسلام کی شوکتِ روزافزوں کا بڑا سبب بنا، آج اقوام متحدہ سمیت حقوقِ انسانی کے تحفظ کی پاس داری کے لیے بے شمار تنظیمیں اور کمیشن قائم ہیں؛ لیکن نتیجہ اور کارکردگی دنیا کے سامنے ہے، کسی بھی تحریک اور مشن کی کامیابی اسی وقت ممکن ہے جب بانیِ تحریک کے اقوال وافعال میں تضاد نہ ہو، اس کے کردار وگفتار میں یکسانیت ہو، تاریخ پڑھیں معلوم ہوگا کہ جملہ اخلاقِ حمیدہ، ہمدردانہ جذبات اور زاہدانہ سیرت کی جھلک بدرجۂ اتم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں موجود تھیں، اور یہی وہ پوائنٹ ہے جو اصلاحی تحریکوں کی کامیابی کا ضامن ہے، اور حضور علیہ السلام کی حیاتِ مقدسہ کے حوالے سے یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جو آج تک بھی اقوام کے لیے حیرت وحیرانی کا موجب بنی ہوئی ہے، اس مرکزی نقطہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے غور کیا جائے تو یہ بات خوب سمجھ میں آتی ہے کہ بسا اوقات اصلاحی جلسے جلوس، اصلاحی تحریکیں، اصلاحی اکیڈمیاں اور اصلاحی انجمنیں، کیوں ناکام اور غیر موثر ہوجاتی ہیں؛ کہ ان تحریکوں کے سربراہان حضرات کی زندگی عمل کے سانچے میں ڈھلی ہوئی نہیں ہوتی، ان کے ظاہر وباطن میں تبایُن ہوتا ہے، اقوال وافعال میں تضاد ہوتا ہے اور ان کے کردار وگفتار میں اختلاف ہوتا ہے، اصلاحی کاموں کی نتیجہ خیزی اور کامیابی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کردار وگفتار میں یکسانیت کے فلسفے کو پیشِ نظر رکھنا ناگزیر ہے اور یہی اصل پوائنٹ ہے۔

ربیع الاوّل کا مہینہ ہر سال آتا ہے، اور اس مہینے کے ساتھ قدرتی طور سے کچھ ایسی اسلامی یادیں وابستہ ہیں جو ہمارے ایمان کا حصہ ہیں، اسی ماہ میں عالم گیر انقلاب کے بانی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور اسی ماہ میں وفات پائی، آپ کی ولادت ووفات کو یاد کرنا اور یاد رکھنا یقینًا ہمارے ایمان ویقین کا جز ہے؛ لیکن نبیِ اکرم اور رحمۃ للعالمین کی روشن تعلیمات کو فراموش کرکے، مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا اسلام کے ساتھ بددیانتی ہے؛ ضروری ہے کہ پہلے ہم اپنی زندگی میں اسوۂ حسنہ کی جھلکیاں پیدا کریں؛ ورنہ کوئی فائدہ نہیں۔

Scanned with CamScanner

سیرت کا پیغام - موجودہ دور کے مسلمانوں کے نام

مولانا رضوان احمد ندوی

ربیع الاول کا مہینہ ہر سال عالم انسانیت کو سیرت کا وہ پیغام دیتا ہے، جس پیغام نے چھٹی صدی عیسوی میں دنیا کو عالمگیر اجتماعی خودکشی سے باز رکھا تھا۔ اسی مہینہ میں ہادی عالم خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد دنیا کو حق و صداقت کا پیغام دیا، دم توڑتی، اونگھتی، سوتی انسانیت کو حیات جاوداں کا مژدہ سنایا، بے معنی زندگی کو بامعنی بنایا، جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم و معرفت کی روشنی عطا کی، قوموں کی تقدیر کو بدل دیا۔ خواہش پرست انسانوں کو خدا پرست اور حق پرست انسان بنا دیا، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی علیہ الرحمہ نے بہت خوب لکھا کہ .... ''حقیقت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی کنجی انسانی فطرت کے قفل پر رکھ دی تھی، بس وہ کھل گیا اور اس کے تمام خزانے عجائبات، طاقتیں اور کمالات دنیا کے سامنے آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی شہ رگ کاٹ دی اور اس کے طلسم کو پاش پاش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکش اور ضدی دنیا کو خدائی طاقت سے مجبور کر دیا کہ زندگی کی ایک نئی شاہراہ پر گامزن ہو اور تاریخ میں انسانیت ایک بالکل نئے دور کا آغاز کرے، یہ وہ اسلامی دور ہے جو تاریخ کی پیشانی پر ہمیشہ چمکتا و دمکتا رہے گا۔ (انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر ر ۱۳)

مذاہب عالم کی تاریخ بتاتی ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں ایران و روم، مصر و شام حتی کہ ہندوستان بدتہذیبی کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا، تہذیب و اخلاق اور علم و حکمت کی کہیں کوئی کرن نظر نہیں آ رہی تھی، خاندان اور قبیلے اونچ و نیچ کے خانوں میں تقسیم تھے، حسب و نسب اور غربت و امارت کی حد بندیاں قائم تھیں۔ جس سے انسانیت کراہ رہی تھی۔ محسن اعظم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ۲۳ ر سالہ دور نبوت میں انسانوں کو ان کی حقیقی قدر و منزلت سے آگاہ کیا۔ اونچ و نیچ کے فاصلوں کو ختم کیا، طبقاتی حد بندیوں کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں اور پیغام دیا الناس کلھم اخوۃ ''تمام انسان آپس میں بھائی ہیں انسان بحیثیت انسان برابر ہیں پھر عملی طور پر برت کر دکھایا، بخاری شریف میں ہے کہ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ تو یہودی کا جنازہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ انسان نہیں تھا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں وحدت انسانی اور اسلامی مساوات کا جو پیغام دیا وہ اقوام عالم کے لئے نیا عالمی نظام تھا۔ ارشاد فرمایا'' ان ربکم واحد ان اباکم واحد۔ تمہارا رب بھی ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک۔ **لا فضل لعربی علی عجمی و لا لعجمی علی عربی و لا لاحمر علی اسود و لا لا سود علی احمر الا بالتقویٰ** ''عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر ہاں تقویٰ کی بنیاد پر کسی کو کسی پر فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔

یاد رکھئے کہ انسانیت کے محسن اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وحدت اور پیغام وحدانیت و صداقت کسی مخصوص قبیلہ، خاندان اور ملک تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ کی نبوت و رسالت تمام عالم کے لئے تھی **وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا** ۔ آپ تمام کائنات انسانی کے رسول ہیں۔ قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ ہم نے آپ کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی انبیاء و رسل اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے ان میں سے کسی کو بھی رحمۃ للعالمین کے لقب سے سرفراز نہیں کیا گیا۔ رحمۃ للعالمین کا خطاب صرف خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارگاہ الٰہی سے عطا ہوا۔ ہزاروں رحمتیں اور درود و سلام ہو اس نبی رحمت پر جنہوں نے انسانوں اور چوپایوں پر بھی رحم و کرم کی تعلیم دی۔ ہر قسم کے جور و استبداد کا خاتمہ کیا، **ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلو ھو اقرب للتقویٰ.** کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہیں کر دے کہ تم انصاف نہ کر سکو، اس لئے انصاف کرو، یہی تقویٰ کے قریب ہے اس آیت پر عمل کیا اور کرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد فرمایا لاتثریب علیکم الیوم۔ آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں انتم الطلقاء، جاؤ تم سب آزاد ہو حالانکہ برسوں کے انتقام کا دن تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا پیغام دیا۔

پس ربیع الاول کا مہینہ ہمارے لئے سیرت کا ایک پیغام رکھتا ہے کہ ہم انسانیت کی جان و مال کے تحفظ کے لئے دنیا کو امن و سکون اور حقوق انسانی کے احترام کا پیغام سنائیں۔ لاتقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق۔ کسی جان کو جسے اللہ نے قابل احترام ٹھہرایا ہلاک نہ کرو، مگر حق کے ساتھ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر بسنے والے ہر طبقہ کو اس کا واجبی حق دیا، کمزوروں، بے سہارا انسانوں، بے کسوں اور مظلوموں کی دستگیری کو عبادت قرار دیا۔ فرمایا کہ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا الفت و محبت کے پیکر نبی رحمت نے معاشرہ میں امن و امان قائم کرنے اور انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنے کو انسانیت کا زیور قرار دیا۔

افسوس ہے کہ آج پوری دنیا میں ملت اسلامیہ گوناگوں مصائب و مشکلات سے دوچار ہے، عالمی قیادت خدا ناشناس طاقتوں کے ہاتھ میں ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ ہم ان کے دست نگر بنے ہوئے ہیں۔ حالات کی ٹھوکریں ہمیں بیدار نہیں کر سکیں، ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام امن اور حق و صداقت کی تبلیغ نہیں کی، جان لیجئے کہ جب کوئی داعی قوم اپنا داعیانہ کردار چھوڑ دیتی ہے تو وہ مدعو ہو جاتی ہے۔ آج ضرورت ہے کہ محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی کا از سر نو تعارف کرایا جائے، ان کی تعلیمات سے دنیا کو باخبر کیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ خدمت جوہری توانائی کا انکشاف سے بھی بڑی خدمت ہوگی۔ میں نے اسیر مالٹا نامی کتاب میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی کا ایک واقعہ پڑھا کہ جب وہ اسارت مالٹا سے واپس ہوئے تو ایک دن دارالعلوم دیوبند کے اکابر علماء و مشائخ کو جمع کیا اور فرمایا کہ میں جہاں تک جیل کی تنہائیوں میں اس پر غور کیا کہ پوری دنیا میں مسلمان دینی اور دینوی حیثیت سے کیوں تباہ و برباد ہو رہے ہیں تو اس نتیجہ پر پہونچا کہ اس کے دو سبب ہیں، ایک ان کا قرآن اور سنت رسول سے انحراف اور دوسرے ان کے آپسی اختلاف اور خانہ جنگی جس نے ملت کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا ہے اس کے بعد انہوں نے اپنی پوری زندگی اشاعت قرآن اور سنت رسولؐ کو زندہ کرنے میں وقف کر دی ہم بھی عہد کریں کہ حضور کی ایک ایک سنت کو زندہ کریں گے، اور اتحاد و اجتماعیت کی زندگی گزاریں گے۔ صرف یہ کافی نہیں کہ ماہ ربیع الاول میں چند جلسے جلوس کر لئے جائیں، برقی قمقموں سے محفل کو جگمگا لیں۔

کافی نہیں کہ بیٹھ کر مدح و ثنا کریں ☆☆☆ اٹھو کہ آج حق محبت ادا کریں

ہم اس مبارک ماہ و دن کو یوم احتساب و جائزے کے طور پر منائیں، اپنے نفس کا محاسبہ کریں، دل کے چور کو پکڑیں۔ **قدا فلح من زکھا** ۔ اپنے قلوب کو نور ایمانی سے منور کرنے کی فکر کریں۔ اپنے طریق زندگی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ڈھال کر ساری دنیا کے انسانوں کے لئے نمونہ عمل اور پیغام عمل بن جائیں۔ **لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنہ لمن کان یر جو اللّٰہ و الیوم الآخر** ۔ اور دنیا والوں کو بھی بتائیں کہ اگر تم حقیقی امن و سکون اور ابدی خیر و فلاح چاہتے ہو تو اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی زندگی سے ہم آہنگ کرو۔ **اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابہ.** اے اللہ ہم کو حق کی صحیح پہچان عطا فرما اور اس کی پیروی کی توفیق عطا کر اور باطل سے حفاظت فرما۔

خواب بھری زندگی کا سچ

محمد علم اللہ

''آدمی سکون کی تلاش میں کتنی ہی دُور کیوں نہ چلا جائے، آخر کار لوٹ کر اپنے احباب کی طرف ہی آتا ہے۔ اپنے پرانے دنوں کے بارے میں سوچ کر اور بچپن کی اس زندگی کو یاد کر کے ذرا خوش ہو لیتا ہے، لیکن پھر وہی شام، وہی رات اور وہی تنہائی ہوتی ہے۔ مجھے یہاں آنے سے پہلے معلوم تھا کہ پردیس میں لوگوں کی کیا حالت ہوئی ہے۔ اس وجہ سے جب یہاں سے کوئی گھر جاتا تو میں اس سے کچھ پوچھوں، یا نہ پوچھوں یہ ضرور پوچھتا ہوں، کہ وہاں کیسا لگتا ہے! یہ میں اس سے صرف اس کی دلی کیفیات معلوم کرنے کے لیے پوچھتا تھا اور نتیجہ صدفی صد یہی نکلتا تھا کہ وطن سے باہر سب کچھ ہے لیکن سکون نہیں ہے۔ آج میں خود اس بے سکونی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ ہاں اگر سکون پیسے کو کہتے ہیں تو یقیناً سکون یہاں حاصل ہے لیکن میں اس کا ہمیشہ سے ناقد رہا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پیسے کے بغیر آدمی خوش رہتا ہے؛ زندگی کی آسائشوں کے لیے پیسا ایک ضروری شے ہے، لیکن سب کچھ اس پیسے کو سمجھ لینا، یہ کہاں کی عقل مندی ہے؟ یار! حقیقت میں آرام کس کو کہتے ہیں یہ وہی بتا سکتا ہے، جو رات کی تنہائی میں آرام سے مٹی کے بنے مکان کے چھپر کے نیچے چارپائی پر لیٹا ہو، اور بارش کی بوندیں کانوں میں رس گھول رہی ہوں۔ حقیقت میں سکون وہی ہے اور زندگی کا اصل مزا اس میں ہے کہ ماں باپ، بھائی بہن اور دوست احباب سب آنکھوں کے سامنے ہوں''۔ نئی نسل بے مطلب کی چیزوں میں الجھ جاتی ہے، اور رشتوں ناتوں تک کی اہمیت نہیں سمجھتی ہے نہ اس کا تعاقب مقصود ہوتا ہے۔ عجیب زندگی ہے؛ کبھی کبھی اپنے آپ پر بہت ترس آتا ہے۔ کبھی خود کو کٹہرے میں کھڑا پاتے ہیں۔ مگر بہت جلد شہر کی چمک دمک میں کھو جاتے ہیں۔ اس دوڑ میں ہم بھول جاتے ہیں کہ بوڑھا باپ گیہوں پسانے کے لیے چکی آتا جاتا ہوگا تو کیسے! چار دن تک نل میں پانی نہ آنے پر دور تک پانی کے لیے پیدل جاتا ہوگا۔ مہینہ ختم ہوتے ہی اگر تنخواہ وقت پر نہ ملی تب بھی دوسروں سے قرض لے کر ہمارے اکاؤنٹ میں روپے ڈالنے کے لیے رم جھم میں، یا تپتی دھوپ اور ہجوم کی دھکا مکی، سب سہتے ہوئے لمبی قطار میں کھڑا اپنی باری آنے کا انتظار کرتا ہوگا، کہ اولاد کے بنک اکاؤنٹ میں روپے جمع کروا کے اپنی محبت کی رسید لے، گھر میں گیس سلینڈر ختم ہو جانے پر، ماں لکڑی کے چولھے میں دھواں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کے باوجود کھانا بناتی ہوگی۔ لگتا تو یہ ہے کہ ان کے پاس گاؤں میں کوئی خاص مصروفیت نہیں ہوتی ہوگی۔ ادھر شہر میں کتنے مصروف ہیں، پاس خرچ کرنے کو اتنا وقت بھی تو نہیں کہ لمحے بھر کو اپنی جائے پیدائش کو یاد کر سکیں۔ باپ کے جھکے کندھوں کا خیال آئے، گندگی میں لت پت رہنے پر بھی بچے کو گلے لگا لینے والی اس ماں سے ٹھیک سے بات کر سکیں۔ جب تک ماں ہے، تب تک تو اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، بعد میں؟ حیف! پہ یہ سانچی بات ہے کہ بعد کی زندگی میں چاہے کتنا بھی سر پیٹ لو، ماتم کے سوا ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ خاقان خاور کی زبان میں:

جس دن مائیں مر جاتی ہیں ☆☆☆ آنکھیں ریت سے بھر جاتی ہیں

یہ ماضی کی بحث کی جگالی نہیں، بلکہ ماضی کے احساس کے خیال کا حصہ ہے۔ باپ کی آنکھوں کے سامنے، اپنے کیریئر کو بڑھاوا دیتے بچے، جانے کب باپ کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ اس کے پیچھے کے اسباب اور بعد کے نتائج تحقیقی مرکز بنتے جا رہے ہیں۔

اس پورے کھیل میں والدین کو فریب دینا سیکھ چکی، نوجوان نسل خود دل ہی دل میں سب جانتی ہے۔ تمام ہتھکنڈوں کے ساتھ وہ شہر میں اپنے جیون کے پل بتاتے ہوئے اکیلے پڑ جانے کے خطرے کی طرف بڑھتے جا رہے ہوتے ہیں۔ اس پورے دور میں پتا نہیں چلتا، کب اپنے سے بڑوں کو الگ تھلگ کر ڈالتے ہیں۔ ادھر ماں باپ یہ سوچ کر ہی حیران ہوتے ہیں کہ آج ان جوان بچوں کی اپنی ترجیحات کی فہرست میں بہت سی ضروری چیزیں غائب ہوتی جا رہی ہیں، مثلاً مذہب، اخلاقیات، سچائی، محبت، پیار، خدمت، عزت ایسی تمام پرتیں جلد سے چرم روگ کے اثرات کی طرح ساتھ چھوڑتی جا رہی ہیں۔ اصل میں یہ انفیکشن کا دور ہے جس کے اثرات سے ہر رشتہ متاثر ہو چکا ہے، آج کی نسل جو نباتات سے بنے گھی پر زندہ ہے۔ جہاں ملاوٹ اور بازاری مصنوعات کی افراط ہے، نظریات کے نام پر آلودگی میں لپٹا علم گنگا سے لبریز ہے۔ بڑا ہی تکلیف دہ وقت ہے۔ یہاں اس فکر سے نوجوان کو سرے سے خارج نہیں کر رہے ہیں، بلکہ نوجوان کی توجہ کے طالب ہیں، کہ ایک لمحہ ٹھہر کے غور کرے۔ سہانے سپنوں کی تعبیر کے لیے وہ اپنے آپ کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ یہ نوجوان اپنے لیے وقت نہیں جٹا پاتا، پھر بھلا وہ اپنے ایک خاندان کے لیے فرصت کے لمحات نکالے، تو جانیے کہ بہت ہے۔ یہاں گاؤں ایک علامت بھی ہو سکتی ہے، جو ماضی سے متعلق ہو۔ گاؤں؛ جہاں زندگی کے پروان چڑھتے، تتلاتے بڑھنے کے دن گزرے تھے۔ آج کی نسل اپنے ماضی کو اس حد تک بھلا سکتی ہے، کہ جس میں ماں باپ تک بھی شامل ہو جائیں، یہ سوچنا ہی بھیانک خواب لگتا ہے، اب صرف حیلہ تلاشے اور بہانے گڑھے جائیں گے کہ کام، کاروبار، گھر، خاندان دوستی، سفر جیسی سب باتیں۔ ارے دوستو! ان بزرگوں کو ہم ناتجربہ کار کیا بتلانے چلیں، انھوں نے دنیا دیکھی ہے۔ وہ آپ کی آنکھ دیکھے بغیر ہی ماجرا بھانپ لینے کی مہارت رکھتے ہیں۔ اپنی نظر میں انہیں بے چارے مان لینے والے ہم نوجوان ساتھی، صحیح معنوں میں آج بہت غریب ہو چلے ہیں۔ بھلے وہ سن رسیدہ ہمارے اور آپ کے اس نئے فریب کے قریب قریب شکل والی اصطلاحات سے ان جانے ہوں، مگر زبان کی فریب پن اور چالاکیاں وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ سچ مانیں وہ ہماری اور آپ کی ان غلط بیانیوں پر چپ رہ کر سب کچھ برداشت کریں گے۔ ان کے سہنے کی طاقت کا اندازہ ہم نوجوان نسل کو بھلا کہاں ہے، میں بھی اسی ذات کا حصہ ہوں، جہاں گنی چنی کچھ نئی باتوں میں پھنسا اپنے والدین کو الجھا آتا ہوں۔ کئی مرتبہ بہانے کم پڑ جاتے ہیں، جب بار بار ماں گاؤں نہ آنے کی وجہ پوچھتی ہیں۔ ہم بری طرح جکڑے، بہت برے پھنسے مانس ہیں۔ نہ آگے بڑھنے کے نہ پیچھے جانے کے۔ یہ طوق خاص طور پر متوسط طبقے کے نوجوانوں کے گلے میں فٹ بیٹھتا ہے، باقی یہ کہ امیر زادوں کا احوال، مجھے نہیں معلوم۔

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد اسعد اللہ قاسمی

ہندوستان نے اپنے شہریوں کے لئے ٹریول ایڈوائزری جاری کی

کناڈا کے ساتھ تلخی کے درمیان ہندوستان نے پلٹ وار کیا ہے، کناڈا کو اسی کے الفاظ میں جواب دیتے ہوئے ہندوستان نے اپنے شہریوں کے لئے ٹریول ایڈوائزری جاری کی ہے، ہندوستانی شہریوں اور کناڈا میں زیر تعلیم طلبہ کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ ان علاقوں میں جانے سے گریز کریں جہاں حال ہی میں ہندوستانیوں کے خلاف پرتشدد واقعات پیش آئے ہیں، حکومت نے اپنی ایڈوائزری میں کہا ہے کہ کناڈا میں ہندوستان مخالف سرگرمیوں اور نفرت انگیز جرائم کے پیش نظر بھی ہندوستانی شہریوں کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ وہاں سفر کرتے وقت خاص احتیاط برتیں، ایڈوائزری میں مزید کہا گیا ہے کہ حال ہی میں ہندوستان مخالف ایجنڈے کے خلاف کھڑے ہونے والے کئی ہندوستانی سفارت کاروں اور ہندوستانی کمیونٹی کے لوگوں کے خلاف پرتشدد واقعات رونما ہوئے ہیں، اس کے پیش نظر ممکنہ پرتشدد علاقوں میں جانے سے گریز کریں۔ ایڈوائزری میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کناڈا میں ہندوستانی ہائی کمیشن ہندوستانی شہریوں کی حفاظت کے لئے وہاں کے حکام کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہے۔ (نیوز رپورٹ)

امریکی صدر کی نئی غلطی نے برازیل کے صدر کو شرمندہ کردیا

امریکی صدر کی جانب سے ایک نئی غلطی برازیل کے صدر لوئیز اناسیو لولا دا سلوا Luiz Inácio Lula da Silva سے ملاقات کے دوران ہوئی، جب جو بائیڈن ایک پریس کانفرنس کے بعد ان سے ہاتھ ملانا بھول گئے اور انہیں پوڈیم پر چھوڑ کر ان کی پریس کانفرنس ختم ہونے کے بعد فوراً وہاں سے چلے گئے، ایک ویڈیو کلپ میں امریکی صدر کی جانب سے برازیل کے صدر سے پریس کانفرنس کے دوران ملاقات کے دوران عجیب و غریب ردعمل دکھایا گیا ہے، جب برازیلی صدر کانفرنس ختم ہونے کے بعد مصافحہ کرنے کے لیے اپنے امریکی ہم منصب کی طرف بڑھے تو بائیڈن نے اس سارے معاملے کو نظر انداز کرتے ہوئے مجمع کی طرف ہاتھ ہلایا اور پھر وہاں سے چلے گئے، جب امریکی صدر نیوز کانفرنس ختم ہونے پر اپنے برازیلی ہم منصب سے ہاتھ ملائے اسٹیج سے رخصت ہوئے، ایسا لگتا ہے کہ بائیڈن کو اندازہ نہیں ہوا کہ ان کے برازیلی ہم منصب ان کی طرف بڑھ رہے ہیں، برازیلی صدر نے بعد میں انتہائی شرمندگی محسوس کی اور جلدی سے وہاں سے چلے گئے، بائیڈن اور برازیلی ہم منصب کی یہ ملاقات اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاسوں کے موقع پر ہوئی تھی، اس سے قبل بھی کئی مرتبہ امریکی صدر عجیب و غریب حرکتیں کرتے نظر آئے ہیں ان کے ناقدین ان کے بڑھاپے کو اس کی وجہ قرار دیتے ہیں۔ (ایجنسی)

موسمیاتی بحران نے جہنم کے دروازے کھول دیئے ہیں: اقوام متحدہ

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گوتریس نے موسمیاتی اجلاس 'کلائمیٹ ایمبیشن سمٹ' کا آغاز کرتے ہوئے کہا ہے کہ انسانیت کو لگنے والی فوسل فیول کی لت نے 'جہنم کے دروازے کھول دیئے ہیں، فرانسیسی نیوز ایجنسی اے ایف پی کے مطابق انتونیو گوتریس جب یہ خطاب کررہے تھے تو آلودگی پھیلانے والے بڑے ممالک چین اور امریکہ غیر حاضر تھے، بڑھتے ہوئے موسمی تغیرات اور ریکارڈ عالمی درجہ حرارت کے باوجود گرین ہاؤس گیسوں کے اخراج میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے اور تیل اور گیس کمپنیاں منافع کمارہی ہیں، اس فورم پر دنیا کے رہنما یا کابینہ کے وزراء مخصوص اقدامات کا اعلان کریں گے جن کا انہوں پیرس معاہدے کے تحت وعدہ کررکھا ہے، اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل نے اپنی ابتدائی تقریر میں 2023 کے 'خوفناک درجہ حرارت' اور 'تاریخی آگ' کا ذکر کیا؛ لیکن انہوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ مستقبل آپ جیسے لیڈروں کو لکھنا ہے، ہم اب بھی عالمی درجہ حرارت میں اضافے کو 1.5 ڈگری تک محدود کرسکتے ہیں، ہم اب بھی صاف ہوا اور سب کے لیے سستی ماحول دوست توانائی کی دنیا بنا سکتے ہیں، اقوام متحدہ کے سربراہ نے واضح کیا کہ صرف ان رہنماؤں کو بات کرنے کی اجازت دی جائے گی جنہوں نے صفر گرین ہاؤس اخراج کو ممکن بنانے کے لیے ٹھوس منصوبے بنائے ہیں، خطاب میں حصہ لینے کے لیے 100 سے زائد درخواستیں موصول ہوئیں؛ لیکن اقوام متحدہ نے 41 مقررین کی فہرست جاری کی ہے جس میں چین، امریکہ، برطانیہ، جاپان یا انڈیا شامل نہیں ہیں، کئی بڑے رہنماؤں نے اس سال اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے لیے نیویارک کا دورہ کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی، جن میں چین کے صدر شی جن پنگ اور برطانیہ کے وزیراعظم رشی سنک بھی شامل ہیں، جنہوں نے کہا کہ وہ بہت مصروف ہیں، امریکی صدر جو بائیڈن، جنہوں نے منگل کو جنرل اسمبلی سے خطاب کیا، اپنے آب و ہوا کے ایلچی جان کیری کو میٹنگ میں بھیجا؛ حالانکہ کیری کو خطاب کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (یجنسی)

امارت پبلک اسکول کے لیے

عربی، اردو، انگریزی اور حساب کے لئے تجربہ کار اور باصلاحیت اساتذہ کی ضرورت

حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی کی ہدایت پر امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے اسکولوں میں عربی، اردو، انگریزی اور حساب پڑھانے کے لئے باصلاحیت اساتذہ کی ضرورت ہے جو عربی، اردو، انگریزی اور حساب پڑھانے پر دسترس رکھتے ہوں اور امارت شرعیہ کی فکر اور مزاج سے ہم آہنگ بھی ہوں۔ خواہش مند امیدوار اپنے ہاتھوں لکھی درخواست، بایوڈاٹا، اسناد کی فوٹو کاپی اور موبائل نمبر کے ساتھ ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے پتہ پر 30 ستمبر 2023 تک ارسال کریں۔ ساتھ ہی درج ذیل ای میل ایڈریس پر بھی بھیج دیں۔ انٹرویو کی تاریخ سے بعد میں بذریعہ فون مطلع کیا جائے گا۔ منتخب امیدوار کو امارت شرعیہ کے ذریعہ چلنے والے اسکولوں میں سے کسی بھی اسکول میں بھیجا جاسکتا ہے۔

ڈاک کا پتہ: ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ، بہار۔ 801505

ای میل آئی ڈی: nazimimaratshariah@gmail.com

تعلیم و روزگار

ایران میں ڈریس کوڈ کی خلاف ورزی پر 10 سال تک سزا کا قانون منظور

ایران میں اسلامی لباس کوڈ کی خلاف ورزی کرنے والی خواتین کے لیے 10 سال تک قید کی سزا کے ساتھ دیگر سخت سزاؤں کے قانون کا بل منظور کیا گیا ہے، ایران کی سرکاری نیوز ایجنسی کی رپورٹ میں واضح کیا گیا ہے کہ اسمبلی نے حجاب اور عفت کی ثقافت کی حمایت بل کو تین سال کی آزمائشی مدت کے لیے منظور کیا ہے، رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بدھ کو ارکان پارلیمنٹ نے ڈریس کوڈ کی خلاف ورزی کرنے والی خواتین کے لیے سخت سزاؤں کے حق میں ووٹ دیا تاہم ابھی ایرانی گارڈین کونسل سے منظوری درکار ہے، گذشتہ سال ایران میں 22 سالہ کرد خاتون مہسا امینی کی ڈریس کوڈ کی خلاف ورزی پر زیر حراست موت کے بعد ملک بھر میں مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا، مظاہروں میں حصہ لینے والی خواتین کو لباس کوڈ کی خلاف ورزی اور سکارف نہ لینے کی پاداش میں بڑے پیانے پر گرفتار کیا گیا تھا، ان مظاہروں میں سینکڑوں افراد مارے گئے، جن میں درجنوں سیکورٹی اہلکار بھی شامل تھے اور ہزاروں افراد کو گرفتار کیا گیا، مسودہ قانون کے تحت غیر ملکی یا مخالف حکومتوں، میڈیا گروپوں یا تنظیموں کے تعاون سے سر پر سکارف یا مناسب لباس پہننے میں ناکام رہنے والی خواتین کو پانچ سے 10 سال قید کی سزا ہوسکتی ہے، حالیہ مہینوں میں حکام اور گشت کرنے والی پولیس نے ایسی خواتین اور کاروباری اداروں کے خلاف اقدامات تیز کردیئے ہیں جو لباس کے ضابطے کی پابندی پر توجہ نہیں دیتے (نیوز ایجنسی)

فلسطینی علاقوں میں نئی اسرائیلی فوجی کارروائیاں، 6 ہلاکتیں، 41 زخمی

فلسطینی حکام کے مطابق مقبوضہ مغربی کنارے کے علاقے اور غزہ پٹی میں بدامنی کے نئے واقعات اور اسرائیلی فوجی کارروائیوں میں چھ فلسطینی مارے گئے ہیں، مرنے والوں میں تین مبینہ فلسطینی عسکریت پسند بھی شامل ہیں، یہ نئی ہلاکتیں تشدد کے اس سلسلے کی تازہ ترین کڑی ہیں جس نے گزشتہ ایک سال سے بھی زیادہ عرصے سے اس خطے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، فلسطینی خودمختار انتظامیہ کے محکمہ صحت کے حکام نے ان تازہ ہلاکتوں کی تصدیق کردی ہے جبکہ مرنے والوں میں سے تین کے بارے میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ عسکریت پسند تھے، تل ابیب سے بدھ 20 ستمبر کے روز موصولہ رپورٹوں کے مطابق کل رات تک تازہ ترین بدامنی میں ہلاکتوں کی تعداد چار تھی۔ (ایجنسی)

نتیش کمار حکومت کا اہم فیصلہ، بہار میں 69 ہزار ٹیچروں کی ہوگی تقرری

بہار میں اساتذہ کی نوکری کی تیاری کرنے والوں کے لئے اچھی خبر ہے۔ بہار حکومت کی کابینہ نے ریاست میں اساتذہ کی بھرتی کے دوسرے مرحلے کے لئے اساتذہ کی 69 ہزار 692 آسامیاں پیدا کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ اس کے تحت 6ویں سے 8ویں جماعت کے لئے 31982، 11ویں سے 12ویں جماعت کے لئے 18830 اور 9ویں سے 10ویں جماعت کے لیے 18880 اساتذہ کا تقرر کیا جائے گا۔ دوسرے مرحلے کے تحت بی پی ایس سی کے ذریعہ اساتذہ کی تقرری کی جائے گی۔ بہار میں وکاس متروں کے اعزازیہ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ وکاس متروں کا اعزازیہ اب 13,700 روپے سے بڑھا کر 25,000 روپے کردیا گیا ہے اور اس میں ہر سال 5 فیصد کا اضافہ ہوگا۔ اس وقت بہار میں 9825 وکاس متر ہیں۔ اس کے علاوہ مہادلت ٹولہ میں تعلیم دینے والے شکشا سیوک اور تعلیمی مرکز کے اعزازیہ کو بڑھا کر 22000 روپے کردیا گیا ہے، یکم جولائی سے ہر سال 5 فیصد کا اضافہ ہوگا۔ (نیوز رپورٹ)

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل (پارامیڈیکل) انسٹی ٹیوٹ

امارت شرعیہ، پھلواری شریف، پٹنہ۔ 801505

داخلہ نوٹس

امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام چلنے والے ریاست بہار کے مشہور و معروف اور معیاری ادارہ مولانا منت اللہ رحمانی پارامیڈیکل انسٹی ٹیوٹ پھلواری شریف پٹنہ میں بہار سرکار کے ذریعہ میڈیکل اور پارامیڈیکل کالجوں کے لیے قائم کردہ جدید سہولیات سے لیس نئی (Bihar University & Helth Science) سے منظور شدہ ڈگری کورسز بیچلر آف میڈیکل لیبوریٹری ٹیکنالوجی (BMLT) اور بیچلر آف فیزیوتھراپی (BPT) میں داخلہ کیلئے خواہش مند امیدواروں سے مجوزہ فارم میں درخواستیں مطلوب ہیں، داخلہ فارم مورخہ 13.09.2023 سے 30.09.2023 تک دستیاب ہیں۔ داخلہ انٹرنس ٹیسٹ کی بنیاد پر ہوگا۔ انٹرنس ٹیسٹ 01.10.2023 روز اتوار کو ہوگا۔ خواہش مند امیدوار پارامیڈیکل آفس سے -/700 روپے ادا کر کے داخلہ فارم صبح 10:00 بجے سے شام 4:00 بجے تک حاصل کرسکتے ہیں۔ فارم جمع کرنے کی آخری تاریخ 30.09.2023 ہے۔ واضح ہو کہ یہ کورسز سب سے پہلے مگدھ یونیورسٹی سے منظور شدہ تھے، اس کے بعد آریہ بھٹ نالج یونیورسٹی سے منظوری ملی، لیکن اب بہار سرکار نے پارامیڈیکل کالجوں کے لیے نئی یونیورسٹی Bihar University & Helth Science کے نام سے بنادی ہے اور الحمد اللہ ادارہ کو اس سے منظوری حاصل ہوچکی ہے۔ ڈگری کورسز میں داخلہ کے لیے طلبہ کی تعلیمی لیاقت کم سے کم I.Sc (Physics,Chemistry,Biology&English) ہونا ضروری ہے۔ مزید معلومات کے لیے درج ذیل نمبرات پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

فون نمبر: 8873771070,9334338123,9939899930,9905354331

مولانا محمد شمشاد رحمانی نائب امیر شریعت | سید نثار احمد (ایڈمنسٹریٹر) | ڈاکٹر فضیل احمد (پرنسپل)

رحمت عالم، فخر انسانیت

شیخ مقبول احمد

جس زمانہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، اس وقت ساری دنیا کفر وشرک کے اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی، دنیا کے تمام ملکوں میں ظلم وفساد پھیلا ہوا تھا، ہر طرف بدامنی، خوف اور بے چینی کا ماحول تھا، عرب شرک وجہالت اور قبائلی عصبیت میں مبتلا تھے، اپنے آباء واجداد کے طریقے کو اپنا دین سمجھتے تھے اور اس کے ماسوا کو گمراہی، قبائلی عصبیت اتنی شدید تھی کہ ہر قبیلہ اپنے اعلیٰ اور دوسرے قبیلے کو اپنے سے کمتر سمجھتا تھا، قبائل میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر جنگ چھڑ جاتی اور یہ جنگ نسل درنسل چلتی رہتی، سفید رنگ والے سیاہ رنگ والے کو غلام بنا لیتے، عورت کی کوئی عزت نہ تھی، لڑکی کا پیدا ہونا ذلت کا باعث سمجھا جاتا تھا اور لڑکی پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردی جاتی، عورت کے لئے کوئی حق نہ تھا، دنیا کے دوسرے ملکوں اور تہذیبوں کا حال اس سے بھی زیادہ خراب تھا، یہودی اپنے آپ کو تمام قوموں سے اعلیٰ وارفع اور دیگر اقوام کو ادنیٰ اور کمتر سمجھتے تھے، ان کا قانون اپنے لئے الگ تھا اور دوسروں کے لئے الگ، تلمود کے مطابق جب ایک یہودی اور غیر یہودی کا مقدمہ عدالت میں آتا تو ان کے جج کو یہ حکم تھا کہ فیصلہ یہودی کے حق میں دیا جائے، چاہے وہ حق پر ہو یا نہ ہو، یہی حال عیسائیوں کا تھا، وہ صرف اپنے آپ کو ہدایت یافتہ اور دوسروں کو گمراہ سمجھتے تھے، شراب، زنا اور رشوت کو انہوں نے اپنے لئے حلال کرلیا تھا، عورت کو گناہوں کی پُتلی اور پاپ کی دیوی سمجھتے تھے، عورت کا کوئی مقام ومرتبہ نہیں تھا، نہ ہی اس کا کوئی حق تھا، انہوں نے رہبانیت ایجاد کرلی تھی اور رہبانیت کی آڑ میں عیسائی پادری گرجا میں زنا کاری کیا کرتے تھے، ان میں بھی رنگ اور نسل کی بنیاد پر تعصب پایا جاتا تھا، گورے لوگ کالوں کو اپنے سے کمتر اور اپنا غلام سمجھتے تھے۔

یہی حال یونان، مصر، روم اور ہندوستان کا تھا، یہاں بھی رنگ، نسل اور ذات پات کی بنیاد پر انسانوں کے درمیان تقسیم پائی جاتی تھی، یونانی غیر یونانی کو اپنا غلام بنا لیتے اور اس کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرتے، یہاں تک کہ اپنی تفریح کے لئے ایمفی تھیٹر (Amphitheater) میں بیٹھ کر زندہ غلام کو بھوکے شیر کے سامنے چھوڑ دیتے اور اسے ایک تماشہ بنا کر لطف اندوز ہوتے، عورت کو حقیر اور مرد کو جنسی خواہشات پورا کرنے کی چیز سمجھا جاتا، مصر اور روم میں بھی غلامی کا رواج پایا جاتا تھا اور عورت کو محض جنسی تسکین کا سامان تصور کیا جاتا، تقریباً یہی حال ہندوستان کا تھا، یہاں بھی نسلی برتری کا تصور تھا، برہمن کو دوسری ذاتوں پر مذہبی اور سیاسی برتری حاصل تھی، برہمن طبقہ مذہب کی آڑ میں نچلی ذات والوں پر ہر طرح کی ظلم وزیادتی کو اپنا پیدائشی حق سمجھتا تھا، ان کو مندروں میں آنے کی اجازت بھی نہیں تھی، ان کی عورتوں کو برہمن جب چاہے اپنی ہوس کا شکار بناتے، اس کے لئے انہوں نے مذہب کی آڑ میں ''دیوداسی'' کا طریقہ رائج کرلیا تھا اور مندروں میں دیوداسیوں سے شہوت رانی کو مذہبی تقدس کا درجہ حاصل تھا، اس طرح ساری دنیا میں جہالت، حیوانیت، جبر، ظلم وستم اور عصبیت کا فسادِ عظیم پھیل چکا تھا۔

یہ وہ حالات تھے جن میں اللہ تعالیٰ نے ایک انسان پر دوسرے انسان کی حکومت کے خاتمے، تمام انسانوں کو بلاتفریق مرد وعورت یکساں حقوق دینے، زمین پر امن وسلامتی، عدل وانصاف کے قیام اور انسانوں کے ظلم وفساد سے ہمیشہ کے لئے نجات دلانے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسولِ رحمت بنا کر مبعوث فرمایا، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تو آپ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔(سورۃ الانبیاء:۱۰۷)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کی بھیجی ہوئی رحمت ہوں، تا کہ (اللہ کا حکم ماننے والی) ایک قوم کو سربلند کروں اور دوسری قوم (حکم نہ ماننے والی) کو پست کروں'' اللہ تعالیٰ نے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی کتاب رحمت، قرآن مجید بھی نازل فرمائی، لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آگئی ہے، یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کے لئے شفا ہے اور جو اُسے قبول کرلے ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے۔(سورۂ یونس:۵۷-۵۸)

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک تمام عالم والوں کے لئے رحمت کا باعث بنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید اور اپنی عملی رہنمائی سے بنی نوعِ آدم کو وہ علم عطا کیا جو انسانی زندگی کے ہر شعبے، ہر معاملے، ہر مرحلے میں صحیح اور واضح رہنمائی کرتا ہے، جو حق وباطل، حلال وحرام، جائز وناجائز کیا ہے، انسانوں کو بتاتا ہے کہ ان کے لئے امن وسلامتی کی راہ کون سی ہے اور تباہی وبربادی کی کون سی۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی دعوت رحمت کا آغاز کیا تو مکہ کے سردار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو اپنے لئے مصیبت اور زحمت سمجھنے لگے، اس کے جواب میں انہیں بتایا گیا کہ جس کو تم اپنے لئے زحمت سمجھ رہے ہو، دراصل وہ اللہ کی جانب سے تمہارے لئے سب سے بڑی رحمت بن کر آیا ہے، رسولِ رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سالہ دعوت اور جدوجہد سے مکہ میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک عظم اور طاقت ور جماعت تیار ہوئی اور مدینہ ہجرت کے بعد تیرہ سالہ جدوجہد کے نتیجے میں دنیا میں وہ عظیم ترین انقلاب برپا ہوگیا، جس نے تاریخ کے رُخ کو ہمیشہ کے لئے موڑ کر رکھ دیا، اللہ کی رحمت کا یہ حیات آفریں پیغام خلافت راشدہ کے دور میں عرب سے نکل کر سارے عالم میں پھیل گیا، ظلم وزیادتی کے بوجھ سے کراہتی ہوئی انسانیت کو امن وسلامتی کا پیغام اپنے ضمیر کی آواز لگنے لگا، دلوں کی دنیا مسخر ہوتی چلی گئی، لوگ جوق درجوق دین اسلام میں داخل ہونے لگے، قوم پر قوم اور ملک پر ملک فتح ہوتے چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ رحمت کی آیات کے ذریعہ، امن وسلامتی کے وہ رہنما اصول پیش کئے، جن کی بنیاد پر ایک بہترین اور مثالی (Ideal) معاشرہ وجود میں آتا ہے، رسولِ رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اصولوں پر عمل کرکے دنیا کے سامنے ایک مثالی فلاحی ریاست (Ideal Welfare) کو قائم کرکے دکھا دیا، خلافتِ راشدہ میں یہ نظام اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ قائم رہا، آپؐ کی دعوت صرف عربوں کے لئے نہیں تھی، بلکہ ساری نوعِ انسانی اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کے لئے تھی اور ہے، عربی ہو یا عجمی، گورا ہو یا کالا، کسی قوم، کسی ملک کا ہو، کوئی زبان بولتا ہو، یہ دعوت اور پیغام سب کے لئے ہے، آپؐ نے اپنی دعوت کو اے عرب والو! یا اے مسلمانو! کہہ کر پیش نہیں کیا، بلکہ اے لوگو! کہہ کر پیش کیا، اے لوگو! بندگی کرو اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو گذرے ان سب کا خالق ہے، تمہارے بچنے کی توقع اسی صورت میں ہوسکتی ہے۔(سورۂ بقرہ:۲۱) یعنی دنیا میں گمراہی، ظلم وفساد اور عصبیت سے بچنے کی اور آخر میں جہنم کی آگ سے بچنے کی، آپؐ نے انسان اور انسان کے درمیان جہالت اور عصبیت کی وجہ سے رنگ، نسل، زبان اور علاقے کی بنیاد پر پائی جانے والی تفریق کو یہ کہہ کر مٹا دیا کہ لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار (اللہ سے ڈرنے والا ہے)۔(سورۃ الحجرات:۱۳) اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام انسانوں کو برابر کے حقوق عطا کئے اور عزت واحترام اور فضیلت کا مستحق وہ قرار پایا جو سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار اور اللہ سے ڈرنے والا ہو۔

وحدتِ بنی آدم کا یہ اصول رہتی دنیا تک تمام انسانوں کے لئے اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے سب سے بڑی رحمت ہے، جب یہ اصول دنیا میں پھیلا اور لوگ جب تک اس اصول پر قائم رہے، تاریخ گواہ ہے کہ وہ تاریخِ انسانی کا سب سے سنہرا دور تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت سنائی تھی ''عنقریب وہ دور آنے والا ہے جب ایک عورت تنہا صنعاء سے حضر موت تک (عرب کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک) سونا اُچھالتی ہوئی چلی جائے گی اور اس کے دل میں خدا کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا'' یہ منظر بھی دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہے، نہ تو اُسے سونے کی چوری کا خوف تھا، نہ ہی اپنی عزت کے لٹنے کا، بلادِ اسلامیہ میں ہر طرف چین وسکون، امن وسلامتی تھی، انسان کے بنیادی حقوق کو ضمانت حاصل تھی اور مسلمان ساری دنیا پر غالب تھے، لیکن جیسے جیسے مسلمان ان اصولوں سے ہٹتے چلے گئے اور قبیلوں اور فرقوں میں بٹنے لگے تو مغلوب ہوتے چلے گئے، اسپین پر آٹھ سو سال حکومت کرنے کے بعد جب وہاں مسلمان تفرقے کا شکار ہوئے تو نہ صرف ملک ان کے ہاتھوں سے گیا بلکہ مسلمانوں کا نام ونشان وہاں سے مٹا دیا گیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمان وہاں قبیلوں کی بنیاد پر آپس میں لڑنے لگے اور ان کی طاقت ٹوٹ گئی، اسی طرح ہندوستان میں بارہ سو سال حکومت کرنے کے بعد جب یہاں مسلمان تفرقے کا شکار ہوئے اور سید، شیخ، مغل، پٹھان جیسی ذات برادری اور پنجابی، سندھی، دکنی اور شمالی جیسی صوبائی اور علاقائی عصبیت کا شکار ہوئے تو پہلے سکھوں اور مرہٹوں سے پٹے اور بالآخر انگریزوں کے غلام بن کر رہ گئے۔

اسی طرح بلادِ اسلامیہ میں مسلمان اخلاقی اور سیاسی لحاظ سے کمزور اور پسپا ہوتے چلے گئے، یہودیوں اور عیسائیوں کی سازش سے ترکی میں خلافت کا خاتمہ ہوگیا اور ملتِ اسلامیہ پارہ پارہ ہوکر رہ گئی، عربوں نے اسلام کے بجائے قوم اور وطن کو اپنا آئیڈیل بنالیا، مسلم مملکت ترک، ایران، عراق، عرب، شام، لبنان، فلسطین اور کویت جیسی چھوٹی اکائیوں میں منقسم ہوکر رہ گئی، خلافت کو ختم کرنے اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنے کی سازش میں کامیاب ہونے کے بعد یہود ونصاریٰ نے مسلمانوں اور مسلم ممالک کے خزانوں اور قدرتی ذخائر کو خوب لوٹا اور یہ لوٹ آج تک جاری ہے، مسلم ممالک کے سیاسی رہنما اپنے ذاتی مفادات پورے کرنے کے لئے یہود ونصاریٰ کی کٹھ پتلیاں بنے ہوئے ہیں، جہاں کہیں مسلمان بیدار ہورہے ہیں اور اسلامی فکر اور اصولوں کی طرف لوٹنے کی جدوجہد کررہے ہیں وہاں مغربی استعمار براہِ راست مختلف سیاسی ہتھکنڈے استعمال کرکے ان پر حملے کررہا ہے یا پھر انہی ممالک کے مسلمانوں میں سے اپنے پٹھو پیدا کرکے فکرِ اسلامی اور اسلام کے غلبے کے لئے جدوجہد کررہی تنظیموں اور تحریکوں کو دبانے اور کچلنے اور ختم کرنے کی کوشش کررہا ہے۔

انجام کار آج ساری دنیا میں وہی ظلم وفساد پھیل گیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت پھیلا ہوا تھا، جس کا ذکر قرآن میں اس طرح کیا گیا ''خشکی اور تری میں فساد برپا ہوگیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے'' (سورۃ الروم:۴۱) آج ساری انسانیت امن وسلامتی اور رحمت کے حیات آفریں پیغام اور اصولوں کی متلاشی ہے، مختلف ادارے اور تنظیمیں دنیا بھر میں بنیادی حقوق، مزدوروں کے حقوق اور کمزوروں کے حقوق حاصل کرنے کی ہر جگہ کوشش کررہی ہیں، مگر ناکام ہیں، یہ سارے حقوق اسلام اور صرف اسلام ہی عطا کرسکتا ہے، لہٰذا آج کی سب سے بڑی ضرورت اور ہر مسلمان کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ قرآن اور سنت پر عمل کرتے ہوئے رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیامِ رحمت اور نظامِ رحمت زمین پر بسنے والے ایک ایک فرد تک پہنچادے، سیرتِ رسولؐ کے جلسے اور کانفرنسیں ہر جگہ ہوتی ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام جدید ترین ذرائع ابلاغ کا استعمال کرتے ہوئے پیامِ رحمت اور نظامِ رحمت کی روشنی سارے عالم میں پھیلادی جائے، جس کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ملت کے ہر فرد میں یہ احساس اور شعور پیدا کردے اور جو تحریکیں یہ فریضہ انجام دے رہی ہیں، ان کو نصرت، فتح اور غلبہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Scanned with CamScanner

جدید سائنس اور اسلام

مولانا عمر فاروق لوہاروی

جدید سائنس سے اسلام کو خواہی نخواہی فائدہ پہنچ رہا ہے اور اسلامیات کو سمجھنے اور سمجھانے میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے؛ اسی لیے محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ جدید سائنس کو اقرب الی الاسلام قرار دیتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند (وقف) کے سابق شیخ الحدیث حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''ایک بار آپ (محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ) سے پوچھا گیا کہ فلسفۂ قدیم اسلام سے زیادہ قریب ہے یا جدید سائنس؟ فرمایا کہ ''سائنس جدید اقرب الی الاسلام ہے۔'' اور واقعہ بھی یہی ہے کہ نئی تحقیقات سے اسلام کو سمجھنے میں جس قدر مدد ملتی ہے، اس کے پیش نظر آپ کا یہ ارشاد صرف توسع پر مبنی نہیں؛ بل کہ اس میں اصابت رائے کی پوری روشنی بھی موجود ہے، جاننے والے جانتے ہیں کہ ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ معراج کو سمجھنے کے لیے کس قدر موشگافیاں کرنا پڑتی تھیں؛ مگر عصر حاضر میں جب انسان ایک کُرہ سے دوسرے کُرہ میں بے تکلف سفر کر رہا ہے، تو معراج کو سمجھنا اور سمجھانا لاینحل مسئلہ نہیں رہا۔ اعمال کے وزن کی اطلاع جو حدیث وقرآن میں مسلسل ملتی رہی۔ ''مقیاس الحرارۃ'' (تھرمامیٹر) کی موجودگی میں بقائمی ہوش وحواس وزن اعمال کا انکار کون کرسکتا ہے؟ اقوال کی حفاظت کے لیے موجودہ وقت کا ٹیپ ریکارڈر ایک بہترین ثبوت ہے۔'' (نقش دوام، ص:۱۱۷-۱۱۸)

حضرت مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ کا ملفوظ نقل فرماتے ہیں: ''قرآن مجید میں ہے کہ اہل جنت واہل جہنم آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے، پہچانیں گے اور باتیں کریں گے؛ حالاں کہ ان کے درمیان بہت غیر معمولی فاصلہ ہوگا، تو اب ٹیلیفون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی ایجادات نے اس کو بھی قریب عقل ومشاہدہ کردیا ہے۔ اصوات واعمال کا ریکارڈ مستبعد سمجھا جاتا تھا؛ مگر گراموفون کی ایجاد نے اس سے بھی مانوس کردیا کہ حق تعالیٰ نے زمین اور اس کے متعلقات میں بھی اخذ وریکارڈ کا مادہ ودیعت فرمادیا تھا، جس کو ہم یورپ کی ان ایجادات سے پہلے عقل ومشاہدہ کی رو سے نہ سمجھ سکتے تھے۔ (ملفوظات محدث کشمیری، ص:۹۴-۹۵)، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں: ''روزانہ نئی ایجادیں نکلتی ہیں، جن سے بہت سے مستبعد کا مشاہدہ ہونے لگا، یہ اللہ کی رحمت ہے کہ ایسے لوگوں سے تائید دین کا کام لیا ہے، جو کافر ہیں کہ وہ نئی نئی ایجادیں کردیں، جن سے بہت سے شبہات حل ہوگئے۔ چناں چہ لوگوں کو شبہ تھا کہ قرآن مجید میں ہے: یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا (الزلزال:۴) ''اس روز زمین اپنی سب (اچھی بری) خبریں بیان کرنے لگے گی۔'') زمین کیسے بولے گی؛ کیوں کہ وہ جمادات میں سے ہے؟ اللہ نے اس کی نظیر گراموفون (آلۂ صوت نگار) ایجاد کرادیا کہ یہ نہ انسان ہے نہ حیوان اور نہ نباتات اور پھر بولتا ہے۔ اب اس کو کس قسم میں داخل کروگے، جو اس کے لیے نطق کو جائز رکھوگے؟ ظاہر ہے کہ جمادات ہی میں سے ہے، تو جمادات کے بولنے کا استبعاد بھی ختم ہوگیا۔ (خطبات حکیم الامت، ص:۱۷۵-۱۷۶، ج:۷)

''صحیح بخاری'' میں ہے کہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ ادھر ہے؟ (یعنی کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھا رہا ہوں؛ اس لیے مجھے صرف اسی جہت میں نظر آتا ہے اور مجھے تمہاری کچھ خبر نہیں؟) اللہ کی قسم! مجھ پر نہ (سب ارکان میں) تمہارا خشوع (یا تمہارے سجدے) مخفی ہیں اور نہ تمہارا رکوع۔ یقیناً میں تمھیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔'' (صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلاۃ وذکر القبلۃ، ص:۹۵۹)، مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹھ کے پیچھے سے دیکھنے کو عقل پرستوں نے بعید سمجھا تھا؛ حالاں کہ اس میں عقلاً کوئی استبعاد نہ تھا؛ چناں چہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں: ''آئینہ میں صورت تب تک نظر آتی ہے؛ جب تک کہ آنکھ کسی دیکھنے والے کی کھلی ہوئی ہو؛ کیوں کہ نظر آنے کی حقیقت یہ ہے کہ شعاع آنکھ سے نکل کر آئینہ پر پڑ کر پھر رائی (دیکھنے والے) کی طرف لوٹتی ہے؛ اس لیے صورت نظر پڑتی ہے۔ جب نگاہ نہ کی تو شعاع نہ نکلی، تو پھر نظر آنے کا کوئی سبب نہیں۔ غرض آئینہ میں جو نظر آتا ہے، وہ کوئی مبائن چیز نہیں؛ بل کہ اس چہرے پر نگاہ لوٹ کر پڑتی ہے۔

جب مرئی (جس چیز کو دیکھا جائے) سے اپنی شعاعوں کا تعلق علت ہے، رویت کی، پس اگر کسی شخص کو یہ قوت حاصل ہو کہ سیدھی شعاعوں کو مقوس کرسکے (کمان کی طرح موڑ سکے)، تو اس کو پیچھے سے بھی مثل سامنے کے نظر آئے گا؛ چناں چہ صوفیہ کے بعض اشغال میں سر نظر آنے لگتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے بھی دیکھتے تھے اور اس کی وجہ میں بعض علماء کہتے ہیں کہ جب آپ قصد فرماتے، دیکھ لیتے۔ آگے کا قصد فرماتے، آگے دیکھ لیتے اور پیچھے کا قصد کرتے، پیچھے نظر فرمالیتے۔ ہر شخص میں یہ قوت نہیں؛ اس لیے نظر نہیں آتا۔'' اور (حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ) اس توجیہ کو حضرت مولانا یعقوب صاحب (نانوتوی) رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے تھے۔ (ملفوظات حکیم الامت، ص:۱۹۸-۱۹۹، ج:۱۲)

محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ دیکھنا بہ طور معجزہ تھا، ایسا ہی ثابت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اور فلسفۂ جدیدہ نے ثابت کردیا ہے کہ قوتِ باصرہ تمام اعضاءِ انسانی میں ہے۔'' (ملفوظات محدث کشمیری، ص:۳۴۲-۳۴۳)، علامۂ موصوف نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: ''جان لو! وہ روشن خیال لوگ جو اللہ کی آیات کا یقین نہیں کرتے اور یورپ کی بیہودہ باتوں کا یقین کرلیتے ہیں، انھوں نے محشر میں اعضاءِ انسانی کے بولنے کو بعید خیال کیا؛ حالاں کہ ان کے زعماء اور لیڈروں نے (آنکھ کے علاوہ) بقیہ اعضاء میں قوت باصرہ کے نفوذ وسرایت کرنے کا فی زمانناً اعتراف کیا ہے، تو ان سے بعید نہیں کہ وہ (زبان کے علاوہ) بقیہ اعضاءِ انسانی میں قوت گویائی کے سرایت کرنے کا اعتراف بھی کرلیں؛ اگرچہ ایک عرصہ بعد سہی۔'' (فیض الباری، کتاب التفسیر)

لیورپول کے رہائشی برطانوی فوجی کریگ لونڈبرگ (Craig Lundberg) کی بہ عمر ۲۱؍سال ۲۰۰۷ء میں عراق میں اپنی خدمات کے دوران گرینیڈ لگنے کی وجہ سے آنکھوں کی بینائی چلی گئی تھی۔ اس کے متعلق آج سے تقریباً آٹھ سال قبل ایک خبر ملکی وغیر ملکی اخبارات وغیرہ ذرائع ابلاغ کی زینت بنی تھی کہ اب وہ اپنی زبان کی مدد سے دیکھنے کی ٹیکنالوجی استعمال کرے گا۔ روزنامہ ''جنگ'' میں یہ خبر کچھ اس طرح شائع ہوئی تھی: نابینا برطانوی فوجی زبان کی مدد سے دیکھنے کی ٹیکنالوجی استعمال کرے گا، اس ٹیکنالوجی پر مبنی آلہ برین پورٹ ویژن کہلاتا ہے اور اسے ایک امریکی کمپنی نے تیار کیا ہے۔ ''لندن (پی اے) ایک نابینا برطانوی فوجی ملک میں پہلا شخص ہے، جو زبان کی مدد سے دیکھنے کی ٹیکنالوجی استعمال کرسکے گا۔ اس ٹیکنالوجی پر مبنی آلہ برین پورٹ ویژن کہلاتا ہے اور اسے ایک امریکی کمپنی نے تیار کیا ہے۔ یہ برطانوی فوجی جو اپنی خدمات کے دوران دونوں آنکھوں کی بصارت سے محروم ہوگیا تھا، اس آلہ کی مدد سے اپنی روز مرہ کی زندگی آسانی سے گزار سکے گا۔ علم بصارت پر دفاعی مشیر ونگ کمانڈر روب شکاٹ نے بتایا کہ نابینا فوجیوں اور شہریوں کے لیے یہ بڑی اہم ٹیکنالوجی ہے اور انھوں نے خود یونیورسٹی آف پیٹس برگ میڈیکل کے ایک دورے میں اس کا مشاہدہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ اس میں ایک کیمرہ عینک کے دو شیشوں پر رکھا ہے؛ تاکہ بیرونی ماحول کو اسکین کرسکے۔ یہ الیکروڈز سے منسلک ہے، جنھیں زبان پر رکھا جاتا ہے اور زبان بیرونی ماحول کو محسوس کرتی ہے۔ اگر کوئی مکمل نابینا آدمی کمرے میں آئے، تو وہ اس آلے کی مدد سے فرنیچر اور دوسری چیزوں کو دیکھ اور محسوس کرسکتا ہے۔'' واضح ہو کہ اب یہ برطانوی فوجی زبان کی مدد سے دیکھنے اور اپنی روزمرہ کی زندگی گزارنے لگا ہے۔ اس لحاظ سے زبان میں بھی قوت باصرہ ہونے کی یہ ایک زندہ مثال ہے۔ اسی طرح زمانے کے گزرنے کے ساتھ نئے تجربات ہوتے رہیں گے اور بقیہ اعضاء سے دیکھنے کی مثالیں بھی سامنے آتی رہیں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

''صحیح بخاری'' کتاب الجہاد، میں ایک روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کچھ کپڑے آئے، جن میں خز (ایک خاص قسم کا کپڑا) یا اون کی دھاری دار ایک سیاہ چھوٹی چادر بھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے دریافت فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے، ہم یہ چادر کس کو دیں؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام خالد کو میرے پاس لاؤ! ان کو (چھوٹی ہونے کی وجہ سے) اٹھا کر لایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر لے کر اپنے دست مبارک سے ام خالد کو پہنایا: اوڑھایا اور (علیٰ اختلاف الروایتین) دو یا تین دفعہ فرمایا کہ اسے پرانا اور بوسیدہ کرو (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی کہ تمہاری عمر اس قدر لمبی ہو کہ تم اس کپڑے کو پہن پہن کر پرانا کردو)! اس چادر میں سبز یا زرد رنگ کے پھول تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پھولوں کو دیکھ کر اپنے دست مبارک سے ام خالد کو اشارہ کرکے فرمانے لگے: يَا أُمَّ خَالِدٍ، هٰذَا سَنَاهُ! ''اے ام خالد! یہ عمدہ ہے!'' ''سَنَا حبشی زبان میں الحسن یعنی عمدہ کے معنی میں آتا ہے۔

اسحاق بن سعید راوی فرماتے ہیں کہ مجھ سے خاندان کی ایک عورت نے بیان کیا کہ اس نے وہ کپڑا ام خالد رضی اللہ عنہا پر دیکھا۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ کپڑا باقی رہا، یہاں تک کہ راوی نے (طویل زمانہ کا) ذکر کیا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی خاتون نے اتنی لمبی عمر نہیں پائی، جتنی ام خالد رضی اللہ عنہا نے پائی (چناں چہ موسیٰ بن عقبہ کا ام خالد رضی اللہ عنہا کو پانا ان کی طول عمری پر دلالت کرتا ہے؛ اس لیے کہ موسیٰ بن عقبہ نے ام خالد رضی اللہ عنہا کے علاوہ صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو نہیں پایا ہے۔ فتح الباری)

اس حدیث پاک کے طرق مختلفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ام خالد رضی اللہ عنہا نے لمبی عمر پائی؛ یہاں تک کہ ان کی درازیِ عمر کا لوگوں میں چرچا ہوا، اسی طرح انکا کپڑا (قمیص یا چادر) طویل عرصہ تک ان کے زیر استعمال رہا۔ اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وہ قمیص باقی رہی، مرور ایام کے باوجود وہ بوسیدہ نہیں ہوئی، نہ پھٹی اور ایسا ممکن ہے کہ وہ قمیص بھی ام خالد کے جسم کے اعتبار سے بڑھتی اور کشادہ ہوتی رہی ہو؛ اس لیے کہ جب انھوں نے قمیص پہنی تھی، تو وہ بچی تھیں؛ لہٰذا قمیص کا بڑھنا ضروری ہے۔ جو شخص مدت دراز تک اس قمیص کے باقی رہنے کا یقین کرے گا، تو وہ اس کے بڑھنے اور کشادہ ہوتے رہنے کو ماننے سے پیچھے نہیں رہے گا؛ لیکن جس کو اللہ ہی نورِ یقین نہ دے، اس کو کہیں سے بھی نور میسر نہیں ہوسکتا۔'' (فیض الباری، کتاب الجہاد، باب من تکلم بالفارسیۃ الخ، ص:۴۵۸، ج:۳)

چند ماہ قبل کی ایک نئی ایجاد نے جسم کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ قمیص کے بڑھنے کو سمجھنا اور سمجھانا نہایت آسان کردیا۔ روزنامہ ''جنگ'' لندن میں شائع ہونے والی حسب ذیل خبر کو پڑھیے اور اپنے ایمان کو تازہ کیجیے: بچوں کے ساتھ ساتھ بڑھنے والے کپڑے تیار، والدین بچوں کے لیے ہر چند ماہ بعد کپڑوں کے بارے میں فکرمند رہتے ہیں۔ ایک جانب تو اس سے وقت ضائع ہوتا ہے، تو دوسری جانب مہنگے کپڑے خریدنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ چھوٹے بچوں کے کپڑے دو مرتبہ دھلنے کے بعد انھیں نہیں آتے؛ کیوں کہ چھوٹے بچے بہت تیزی سے بڑھتے ہیں؛ لیکن اب پیٹٹ پلی (Petit Pli) یہ فرنچ زبان کا لفظ ہے، جس کا تلفظ ''پیٹی پلی'' ہے۔ عمر فاروق) نامی ایک کمپنی نے ایسا اسمارٹ لباس بنایا ہے، جسے ایک مرتبہ خریدنے کے بعد دو سال تک بچوں کے لیے دوسرا لباس خریدنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ پیٹی پلی کے مطابق پیدائش کے دو سال تک بچے سات مرتبہ جسامت بڑھاتے ہیں اور ان کے لیے سات مرتبہ کپڑے خریدنے پڑتے ہیں۔ اس کمپنی نے جو لباس بنایا ہے، وہ ۴ سے ۶۳ ماہ تک کے بچوں کے لیے فٹ بیٹھتا ہے۔ کمپنی کے سربراہ ریان ماریو یاسین (Ryan Mario Yasin) پیشے کے لحاظ سے انجینئر ہیں اور انھوں نے کہا کہ بچے کو بار بار نیا سائز پہنا کر ہم زمین کے وسائل خرچ کررہے ہیں اور دوسری جانب آبادی اس پر بڑی رقم خرچ کرتی ہے۔ ان کا تیار کردہ لباس واٹر پروف، ہوا پروف، پائیدار اور بار بار دھونے کے قابل ہے۔ اس لباس کے اندر خاص لچک دار میٹریل شامل کیا گیا ہے اور جب اسے کھینچا جاتا ہے، تو کپڑا پتلا ہونے کی بجائے موٹا ہوجاتا ہے اور یہ خاصیت بلٹ پروف لباسوں میں پائی جاتی ہے، اس ایجاد کو برطانیہ میں جیمز ڈائسن ایوارڈ دیا گیا ہے۔ (روزنامہ ''جنگ'' لندن، بابت: ۱۳؍ستمبر ۲۰۱۷ء)

سائنس کی یہ ایجاد چوں کہ نئی نئی ہے، بہ الفاظ دیگر اس ایجاد میں سائنس خود بچی ہے؛ اس لیے ۴؍ماہ سے ۳؍سال تک کے بچوں کے لیے مذکورہ لباس تیار کیا ہے۔ اس شعبہ میں سائنس جب جوان ہوگی، تو جوانی تک اور بوڑھی ہوگی، تو بوڑھاپے تک کارآمد لباس تیار کرے گی۔ اسی طرح دیگر شعبوں پر ہاتھ ڈالتی رہے گی، تو اسلام کی یہ خادمہ اسلامیات کے دوسرے مسائل کو سمجھنے اور سمجھانے میں مزید سہولت کار ثابت ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

Scanned with CamScanner

سیرت نبوی میں رحمت کے نمونے

مولانا محمد منہاج عالم ندوی

ماہ ربیع الاول کے آتے ہی ذہن و دماغ پر بشاشت اور مسرتوں کا بہار چھا جاتا ہے، قلوب واذہان پر تازگی محسوس ہونے لگتی ہے، فضاؤں میں بالیدگی اور ہواؤں میں سرور کا احساس نمودار ہونے لگتا ہے، زمین وآسماں کی ہر چیز اس واقعہ کی یاد سے جھوم اٹھتی ہے جو آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال قبل عرب کی سرزمین پر رونما ہوا تھا، یعنی اس نبی امی کے ظہور کا واقعہ ذہن و دماغ میں گردش کرنے لگتا ہے جن کے وجود سے عالم کا وجود ہے، جن کی بدولت کلیوں میں چٹک، شاخوں میں لچک، پھولوں میں مہک، دریاؤں میں روانی، باغوں میں فراوانی، ستاروں میں جھلملاہٹ سب کچھ ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس نے خزاں رسیدہ چمن کو بہار بخشا، دم توڑتی اور سسکتی ہوئی انسانیت کی کشتی کو ساحل سے ہمکنار کرایا۔ لیکن سکہ کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ یہ مہینہ آپ صلی اللہ علیہ کے پردہ فرما جانے کا غم بھی اپنے اندر لیے ہوئے ہے، جس خبر کو سن کر لوگوں کا دل دہل گیا تھا اور پورے مدینہ ہی نہیں قرب و جوار میں صف ماتم بچھ گئی تھی۔

مورخین، سیرت وسوانح اور خاکہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی پیدائش سے قبل ہی کائنات میں رونما ہونے والے واقعات وحوادث نے کسی بڑی تبدیلی اور نئے انقلاب کی آہٹ دے دی تھی، حضرت آمنہ کے خواب نے بھی اس جانب اشارہ دے دیا تھا کہ کچھ نیا ہونے والا ہے، آثار بتانے لگے تھے کہ ظلم کی تاریکیوں میں سیندھ لگنے والی ہے اور ایسا نور پھوٹنے والا ہے جس کی روشنی سے پوری دنیا کی تاریکی کافور ہونے والی ہے، جس کی بدولت کمزوروں، مظلوموں، انصاف کے منتظرین کو ان کا حق ملنے والا ہے، امن وامان کے متلاشی کو سکون راحت کا سامان فراہم ہونے والا ہے، نفرت کے بازاروں میں محبت کا دیپ جلنے والا ہے، قتل وغارت گری اور فساد وبربریت کے ماحول میں صلح وآشتی کا پیغام آنے والا ہے۔ پچھلے نبیوں کی بشارت کو حقیقت کا روپ ملنے والا ہے، پیغمبروں کی پیشین گوئیوں کی تکمیل ہونے والی ہے اور انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے والی ہیں، حضرت عیسیٰؑ کے بقول " یاتی من بعدہ اسمہ احمد" کا ظہور ہونے والا ہے۔ انہیں چیزوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم نے کہا: لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (آل عمران: 164) اللہ نے ایمان والوں پر انہیں میں کا ایک رسول بھیج کر احسان کیا ہے، جو انہیں اللہ کی آیتوں کو پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور کام کی بات سکھاتا ہے، دنیا و مافیہا کی ساری چیزیں خدائے لم یزل ولایزال کے قدرتی نظام کا وہ کرشمہ ہے جس پر ہر مومن کا نہ صرف عقیدہ ہے؛ بلکہ ایمان ہے اس گلشن کا وجود ہی آپ سے ہے، کائنات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ کوئی آیا ہے اور نہ آئے گا، جن کے وجود سے ہی کائنات کا وجود ہے، آپ کی آمد کے بغیر دنیا کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا، اس کرۂ ارضی پر اگر آپ کی تشریف آوری نہیں ہوتی تو شاید ہی باری تعالیٰ دنیا کی تخلیق کرتا، آپ کی ذاتِ بابرکات ستودہ صفات، جن پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے؛ بلکہ آپ کی ذات کو سرچشمۂ رحمت بنا دیا جاتا ہے (جن پر نہ صرف یہ کہ رحمتوں کا نزول ہے بلکہ آپ کی ذات سراپا رحمت بنادی گئی) ارشاد خداوندی ہے" وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" کہ ہم نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے، آپ کی رحمت اور عظمت وکبریائی کی گواہی دیتے ہوئے قرآن کریم نے کبھی "ورفعنالک ذکرک" سے آپ کے اقبال بلند ہونے کا واضح اشارہ دیا تو کبھی مزمل ومدثر، یٰس وطٰہ سے پکارا اور کبھی سورہ کوثر کے ذریعہ آپ کی عظمت و بلندی اور رفع شان کو مہمیز لگایا تو کبھی معراج پر بلا کر اعزاز سے نوازا، جن کی نعت گوئی اور تعریف شجر وحجر نے کی، جن کے اشارہ پر دست عدو میں کنکر نے نعرہ تکبیر لا الہ الا اللہ کی صدا لگائی، جن کی بدولت آسمان وزمین کو روشنی ملی اور جن سے بہتر دنیا کی تاریخ میں کوئی آیا ہی نہیں، جن کی خوبصورتی آسمان وزمین پر مسلم ہے، جن کا احسان کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہے، یہی وجہ ہے کہ شاعر اسلام، صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ کی مدحت ومنقبت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

واحسن منک لم تر قط عینی واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرئا من کل عیب کأنک قد خلقت کما تشاء

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا، اور آپؐ سے زیادہ جمیل وخوبصورت بچہ کسی عورت نے جنا ہی نہیں، آپؐ ہر عیب سے پاک وصاف پیدا کئے گئے، گویا کہ آپؐ اسی طرح پیدا کئے گئے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کھلی کتاب کے مانند ہے جس میں کسی طرح کا جھول اور کوئی خامی نہیں، اس جہاں کی سب سے کامل واکمل ذات آپ ہی کی ہے، جس میں کسی کو کوئی کلام نہیں، آپ کی ساری باتیں حقیقت و صداقت پر مبنی ہیں، جس میں کسی قسم کا کوئی جھول نہیں،، زندگی میں کبھی جھوٹ کا سہارا نہیں لیا، کسی قسم کی بد دیانتی نہیں کی، آپ کی صداقت وشرافت کی گواہی مخالفین اور دشمنان اسلام نے بھی دی ہیں، پوری حیات طیبہ میں آپ سے کوئی بھی ایسا عمل سرزد نہیں ہوا جس سے کسی کو تکلیف پہونچی ہو حتیٰ کہ آپ نے کسی سے اپنی خاطر بدلہ تک نہیں لیا، کسی کو مارا اور نہ کسی کو تکلیف دی اور نہ کسی کو ستایا، کبھی کسی کو جھڑکا بھی نہیں، بلکہ تکلیف دینے والوں اور راستے میں پتھر اور کانٹے بچھانے والوں کے لیے ہدایت کی دعائیں کی، شاعر کہتا ہے۔

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے، گالی دی پتھر برسائے ☆☆☆ اس پر چھڑکی پیار کی، شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق وکردار کا جو اعلیٰ نمونہ پیش کیا وہ کسی معجزہ سے کم نہیں، آپ کی انہیں ساری چیزوں نے عرب کے خانہ بدوشوں اور صحرا نوردوں کو سار بانی سے جہاں بانی عطا کی، غلامی سے حکمرانی تک پہونچا دیا اور ان کے پتھر دلوں کو موم بنا دیا، جس نے آپ سے بات چیت کی، معاملات کیا آپ کا گرویدہ ہو گیا، اور آپ پر ایمان لانے پر مجبور ہو گئے، آپ کی تربیت اور اعلیٰ کردار کا ہی عکس تھا کہ عرب کے بدوؤں نے آپسی منافرت، عداوت ودشمنی اور ذاتی رنجشوں کو بالائے طاق رکھ کر محبت وبھائی چارگی کے جام کو ایسے اپنے منھ سے لگایا کہ نفرت وعداوت اور کدورت منھ چھپانے لگی، جو کبھی آپس میں دست وگریباں تھے، شیر وشکر ہو گئے، اسلام کی شعاعوں نے ان کے قلوب واذہان کو منور وروشن کر دیا تھا، مرجھائے ہوئے پھولوں میں تازگی پیدا کر دی، اور اب وہ لوگ آپس میں محبتوں کے پھول برسانے لگے، اسلام نے ان کے اندر اخوت ومحبت کی بیج ڈال دی اور ایک صالح وپاک معاشرہ کی تشکیل عمل میں آئی جہاں پر انسانی قدروں کو فروغ، ان کی عزت وتقدس کو احترام ملا۔

نبی کے خلق عظیم تر نے سبھی کو اپنا بنا کے چھوڑا ☆☆☆ دلوں سے نقش دوئی مٹا کر بشر کو حق سے ملا کے چھوڑا

آپ اپنی امت کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے، اور عملی طور پر اپنی رحمت وشفقت کا اظہار بھی کیا، چاہے فتح مکہ کے موقع سے ہو یا طائف کے دل دہلا دینے والے واقعہ کے موقع سے، آپ کا کو کافروں پر دسترس حاصل تھا اس کے باوجود آپ نے معاف کر دیا یہ آپؐ کی شان کریمانہ اور اخلاق فاضلانہ کا نمونہ ہے۔ صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "خدمتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عَشْرَ سنین، فما قَالَ لی أُفٍّ، وَلَا لِمَ صنعت، ولا ألا صنعت؟" (البخاری). میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سالوں تک خدمت کی ہے، آپ نے مجھ سے اف بھی نہ کہا اور یہ بھی نہیں کہا کہ تم نے کیوں کیا اور کیوں نہیں کیا، آپ تو اخلاق کریمانہ کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے، آپ کے اندر تمام نبیوں کی خوبیاں بدرجہ اولیٰ واتم موجود تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ میں یوسف کا حسن و جمال اور ان کی پاکیزگی، چاند کی چاندنی، سورج کی روشنی، تاروں کی چمک، جگنوؤں کی جگمگاہٹ، حضرت عیسیٰؑ کا حلم، حضرت موسیٰؑ کا جوش اور حضرت ایوب کا صبر، حضرت سلیمان کی حکمت و دانائی، یوسف کی خوبصورتی، اپنے جد امجد ابراہیم واسماعیل کی قربانی اور ان کا جذبہ پایا جاتا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا:

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری ☆☆☆ آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

تو پھر کیوں نہ اس نبی کے نام پر ہم درودوں کے نذرانے پیش کریں، جن پر خود باری تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے، کیوں نہ ان کی لائی ہوئی شریعت کو اپنے لیے حرز جاں سمجھیں، جسے اپنانے سے ہماری دنیا وآخرت سنور جاتی ہیں، جن کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے ہمیں دونوں جہاں کی کامیابی نصیب ہوتی ہیں، اس کے لیے ہمیں یہ عہد کرنا ہوگا کہ ہم اپنے نبی کی لائی ہوئی شریعت اور آپ کے احکامات وتعلیمات کو زندگی کا لازمی عنصر سمجھ کر اس پر عمل پیراں ہو جائیں اور نبی کی عظمت وتقدس سے اپنے سینے کو معمور رکھیں اور سنت مطہرہ کے پابند ہو جائیں، اگر ہم اس میں کامیاب ہو گئے تو یقین مانئے ہمیں سرخروئی حاصل ہوگی۔ مزید یہ کہ آج جو ہمارے سامنے حالات ہیں اور کئی طرح کے چیلینجز کا سامنا ہے، جس کی وجہ سے ہمیں مشق ستم بنایا جا رہا ہے، ایسی صورت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہمارے لیے بطور نمونہ موجود ہے، چنانچہ اگر ہم مظلوم ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کا مطالعہ کریں جس میں ہمارے ان مسائل ومشکلات کا حل موجود ہے، کہ کیسے اللہ کے نبیؐ نے حالات کے سرد وگرم کو جھیلا، دشمنوں کے تیر ونشتر برداشت کئے اور صبر وشکر کے دامن کو ہاتھ سے جانے نہ دیا؛ بلکہ اپنی کمزوری بے بسی کا اظہار باری تعالیٰ کے دربار میں کرتے رہے، ایمان والوں کی ثابت قدمی کی دعائیں بھی کرتے، ان کے دلوں میں ایمان کی اہمیت کو بٹھاتے اور سخت حالات میں بھی دعوت دین کا کام جاری رکھا، ضرورت پڑی جھک گئے، مخالفین کے ہر ایک شرط کو قبول کیا صلح حدیبیہ اس کی عظیم مثال ہے، اگر ہمارے پاس طاقت وقوت، بادشاہت حکمرانی ہے تو مدنی زندگی سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے کہ کیسے آپؐ نے اپنے دشمنوں کو معاف کیا اور ان کو پناہ دی، فتح مکہ اس کی عظیم مثال ہے اللہ کے نبی نے "لاتثریب علیکم الیوم" کا عام اعلان کر دیا کہ جیسے یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کی غلطیوں کو معاف کر دیا تھا، آج میں بھی اعلان کرتا ہوں کہ تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا تم سب کے سب آزاد ہو۔ اسی طرح اگر ہم رعایا ہیں، یا ایک باپ ہیں، شوہر ہیں، یا بیٹا ہیں، یتیم ومسکین ہیں، پڑوسی ہیں، بھائی ہیں، تاجر ہیں، مسافر ہیں، مقیم ہیں، بیمار ہیں، خوش ہیں، مغموم ہیں ہر حالت میں اللہ کے نبی کی سیرت ہمارے لیے آج بھی مشعل راہ ہے اور آپ کا یہ فرمان ہمارے سامنے موجود ہے کہ "ترکت فیکم امرین، لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ وسنۃ رسولہ" (المؤطا) میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم انہیں پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو سکتے، وہ کتاب اللہ یعنی قرآن کریم اور سنت رسول اللہ یعنی احادیث ہیں، ان سے روشنی اخذ کریں اور حالات کے دھارے کو موڑ دیں اور اپنی زندگی میں وحدانیت، عدل وانصاف، اخلاقیات، معاملات، معاشرتی ہم آہنگی، صبر وشکر کو جگہ دیں، اور اپنے نبی کا شکر واحسان بجالائیں جن کی وجہ سے ہمیں گلدستہ ایمان نصیب ہوا علیہ الف صلوٰۃ وسلام۔

زباں پہ بارالہ یہ کس کا نام آیا ☆☆ کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لیے

خراج عقیدت

بخدمت حضرت مولانا سید شاہ عثمان غنی رحمۃ اللہ علیہ ناظم اول امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ

(نتیجۂ فکر: سید مظاہر عالم قمرؔ شمسی)

آتے رہتے ہیں زمیں پر اس طرح کے باکمال
چھوڑ کر جاتے نہیں دنیا میں وہ اپنی مثال

ہستیاں جتنی بھی گزری ہیں یہاں جامع صفات
تھی ان ہی میں حضرت عثمانؔ غنی کی ایک ذات

ہستیاں جتنی بھی گزری ہیں یہاں جامع صفات
تھی ان ہی میں حضرت عثمانؔ غنی کی ایک ذات

ناظم اول امارت کے ہوئے عالی وقار
ان کے قدموں کی ہے برکت سے امارت میں بہار

حضرت سجاد کے تھے آپ بالکل دستِ راست
مجلس شوریٰ میں اکثر آپ کی چلتی تھی بات

کہتی ہے دنیا جنہیں مولانا عثمانِ غنی
آبرو تھے وہ صحافت کے، قلم کے تھے دھنی

تھا امارت شرعیہ کا ایک اردو ترجمان
نام تھا اس کا "امارت" تھا جریدہ عالیشان

اس جریدہ کے مدیر اول تھے عثمانؔ غنی
سارے عالم کو ملی بیشبہ اس سے روشنی

جب امارت شرعیہ کا ترجماں جاری ہوا
نام ہی سے اس کے افرنگی پہ ڈر طاری ہوا

آپ نے حق وصداقت کا علَم اونچا کیا
سر کو ظالم حکمراں کے آپ نے نیچا کیا

تھے جری، بیباک، حضرت رکھتے تھے ہمت بلند
ڈالتے تھے چرخ نیلی فام پر اپنی کمند

حق کی خاطر آپ کو جانا پڑا کئی بار جیل
باوجود اس کے نہیں کی ظالموں سے تال میل

ہو گئے مولانا سندھی کے جو حضرت ہم رکاب
موتمر انصار کو مِل کر کیا تب کامیاب

ہوں صحافی یا کہ مفتی کہتے ہیں سب ایک بات
مفتی عثمانِ غنی کی ذات تھی جامع صفات

تھے وہ اپنے دَور کے جو ایک مفتی باشعور
تھا حدیث و فقہ پر بھی آپ کو کامل عبور

خدمت خلقِ خدا تھا ہو گیا ان کا شِعار
ہر گھڑی کندھے پہ رکھتے قوم کی خدمت کا بار

اب زبانِ خلق پر بس آ رہا ہے بار بار
حضرت عثمانؔ پر ہو رحمتِ پرور دگار

کہہ رہی ہے اب قمرؔ کی بس یہی ہر دم زباں
نسلِ عثمانِ غنی پھولے پھلے ہو کامراں

Scanned with CamScanner

سناتن دھرم کی حقیقت

احساس نایاب

روئے زمین پر بسنے والا ہر انسان چاہے وہ بچہ ہو بوڑھا ہو، مرد ہو عورت ہو، ہر انسان اللہ سبحانہ تعالی کے بندے، رب کائنات کی تخلیق ہیں اس حیثیت سے سارے مسلمان ہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ اسلام دنیا کا اولین مذہب ہے، اس لئے بھارت کا اصل مذہب اسلام ہی ہے جو کچھ اخلاقی بگاڑ کے بعد اپنی اصل شکل و صورت کھو بیٹھا آج بھلے کوئی کسی بھی مذہب کے پیروکار کیوں نہ ہوں حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے ناطے، ہر انسان کا آپس میں خون کا رشتہ ہے اور اس لحاظ سے دنیا کا ہر انسان مسلمان ہی ہے اور سب کا مذہب ایک ہی ہے، اسلام۔ لیکن آج کئی وجوہات سے لوگ گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور اس گمراہی کا اندازہ آپ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ کئیوں کا یہاں تک ماننا ہے کہ وہ بندروں کی نسل سے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی گائے کو ماں کہتا ہے، کوئی بندر کو بھگوان مانتا ہے، کوئی چوہے کو ہاتھی کی سواری کہتا ہے یا کوئی آدھے انسان آدھے جانور کے شکل کی بنی مورتیوں کی پوجا کرتا ہے۔ جن کا اپنا کوئی اصل وجود ہی نہیں ہے اور یہ سب ایک قسم کا شیطانی فطور ہے جو ہر دور میں سر چڑھ کر بولتا رہا ہے۔ جبکہ ایک پڑھا لکھا، سمجھدار باشعور انسان کبھی ان عجیب وغریب عقائد کو نہیں مانے گا۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ازل سے لے کر ابد تک دنیا کا ہر انسان انسان ہی کی اولاد ہے، وہ بھی ایک ایسے انسان کی جنہوں نے اللہ سبحانہ تعالی کی وحدانیت کی گواہی دی۔ آدم علیہ السلام دنیا کے پہلے انسان، اللہ سبحانہ تعالی کی طرف سے بھیجے گئے پہلے نبی اور عالم انسانیت کے والد ہیں اور دنیا کے کسی بھی کونے میں بسنے والا انسان آپ ہی کی اولاد ہے۔ دوسری بات کچھ لوگوں کا الگ الگ ماننا ہے کہ بھارت میں اسلام اور اسلام کو ماننے والے مسلمانوں کی تاریخ محض آٹھ سو یا ساڑھے چودہ سو سال پرانی ہے۔

دراصل یہ ایک جھوٹ ہے اور سراسر غلط بات پھیلائی گئی ہے کیونکہ جس وقت یہ دنیا بنائی گئی، جس وقت حضرت آدم نے ہند کی پاک سرزمین پر اپنا پہلا قدم رکھا اُسی لمحہ صرف بھارت ہی نہیں بلکہ کائنات کا کونہ کونہ اسلام کی خوشبو سے مہک اُٹھا، یہ اور بات ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں کئی لوگ شیطانی مکروفریب میں آ کر راہ راست سے بھٹک گئے، باجود اللہ سبحانہ تعالی نے ان بھٹکے مسافروں کو راہ حق دکھانے کی خاطر ان کے درمیان وقتاً فوقتاً انہیں میں سے لاکھون پیغمبروں کو بھیجا گیا اور ان لاکھوں پیغمبروں میں ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نبی میں آخر الزماں اور پوری کائنات کے لئے رحمت للعالمین بن کر تشریف لائے اور ایک بار پھر کائنات کے ذرے ذرے کو اسلام کی روشنی سے منور کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی دین حق کا پرچم دنیا کے کونے کونے میں ایک بار پھر لہرایا گیا جس کی زندہ مثال وطن عزیز بھارت ہے جہاں آج بھی ہماری قدیم تاریخی وراثتیں موجود ہیں، جن میں کچھ تعصب کے زد میں آچکی ہیں جو آنکھ کے اندھوں، کان کے بہروں اور عقل سے پیدل شرپسندوں کو یہ بتاتی ہیں کہ بھارت میں مسلمانوں کی تاریخ کتنی قدیم ہے۔ گجرات کے بھاؤنگر کے گونگھا میں ایک قدیم تاریخی مسجد ہے، کہا جاتا ہے کہ اس مسجد کی تعمیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہوئی یعنی ساڑھے چودہ سو سال قبل یہ مسجد کسی عرب ملک کی زمین پر نہیں ہے بلکہ بھارت کے گجرات میں بنائی گئی ہے اور یہ دنیا کی اُن گنی چنی مسجدوں میں سے ایک ہے جس کا رُخ یروشلم کی طرف ہے یعنی مسجد کا قبلہ خانہ کعبہ کی طرف نہ ہوتے ہوئے یروشلم کی طرف ہے، اس سے اس مسجد کی تاریخی حیثیت اور اس کی اہمیت کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے اور معراج میں نماز کی فرضیت کے بعد 16 سے 17 ماہ تک مسلمان مسجد اقصیٰ کی جانب رخ کر کے ہی نماز ادا کرتے تھے پھر تحویل قبلہ کا حکم آنے کے بعد مسلمانوں کا قبلہ خانہ کعبہ ہوگیا۔ بھارت کے کیرلا میں ایک اور تاریخی مسجد ہے۔ کیرلا کے کونڈ اکلور تعلقہ کے میکھلا گاؤں میں جو آج بھی اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ کھڑی ہے، اس مسجد کا نام ہے چیرامن جمعہ مسجد جو 629ء میں بنائی گئی، یہ مسجد ایک ہندو راجا کے حکم سے بنائی گئی تھی اور یہاں آج بھی مسلمان باقاعدگی سے نماز ادا کرتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ یہ مسجد بھی ساڑھے چودہ سو سال قبل کیرلا میں بنائی گئی تھی۔ اس مسجد سے جُوے کئی حیرت انگیز اور دلچسپ واقعات تاریخ میں آج بھی موجود ہیں۔ جن میں کیرلا کے چیرامن پیرومل کے ہندو راجا کے مسلمان ہونے اور مسجد تعمیر کرنے کا واقعہ ایمان افروز ہے۔ ہمیں لگتا ہے کہ یہ مضمون اس واقعہ کے بغیر ادھورا ہے سو آگے بڑھیں اس سے پہلے راجا کے اسلام قبول کرنے کا ایمان افروز واقعہ کچھ یوں ہے۔

یہ اُس دور کی بات ہے جب عرب اور عرب کے باہر اسلام بڑی تیزی کے ساتھ پھیلنا شروع ہو چکا تھا اور دنیا کے کونے کونے سے لوگ لمبا سفر طئے کر کے عرب کے شہر مدینہ پہنچ رہے تھے اور مدینہ مین اسلام کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرر ہے تھے۔ بھارت کے کیرلا میں چیرامن پرومل نامی ایک راجا تھا جو لوگون کی نظر میں دوراندیش اور بہادر تھا، اس کے تعلق سے مورخین لکھتے ہین کہ ایک رات راجا اپنی رانی کے ساتھ اپنے محل کے باہر گھوم رہا تھا ایک دم سے راجا چیرامن پیرومل کی نظر آسمان پر موجود چاند پر پڑی جو اچانک دو ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا، راجا پیرومل ابھی اس کرشمہ کو حیرت بھری نگاہوں سے دیکھ ہی رہا تھا کہ دو ٹکڑے میں بٹا چاند دوبارہ آپس میں مل گیا ، یہ دیکھ کر راجا کے ہوش اڑ گئے۔ راجا چیرامن پیرومل نے اپنے دل کو بار بار یہ کہہ کر بہلانے تسلی دینے کی کوشش کی کہ اُس نے جو کچھ بھی دیکھا ہے وہ شاید اس کی آنکھوں کا دھوکہ تھا، لیکن اس کے دل نے یہ بات ماننے سے نکار کردیا کیونکہ راجا جانتا تھا کہ اُس نے جو دیکھا ہے وہ اس کی آنکھوں کا دھوکہ نہیں بلکہ سچ تھا، راجا چیرامن پیرومل کی وہ پوری رات بس یہی سوچ میں گزر گئی کہ آخر یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ اگلے دن راجا چیرامن پیرومل نے اپنا دربار بلایا جس میں علاقے کے بڑے سے بڑے جوتش اور ہندو عالم موجود تھے ، راجا نے دربار میں موجود جوتشوں و ویدوانوں کے آگے رات کا پورا واقعہ بیان کیا، لیکن دربار میں موجود جوتش اور ویدوانوں کے پاس اس کا کوئی اطمینان بخش جواب نہیں تھا، راجا کی بے قراری، یونہی برقرار رہی ایک دن راجا کی ملاقات عرب سے آئے تاجروں سے ہوئی راجا نے اُن عرب تاجروں کے آگے اُس رات والا پورا واقعہ بیان کیا تو تاجروں نے راجا کو بتایا کہ آپ نے جو کچھ بھی دیکھا ہے وہ بالکل سچ ہے اور یہ کرشمہ ہمارے ملک میں رہنے والے پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، عرب تاجروں کا یہ جواب سن کر راجا پیرومل کی بے چینی کم ہونے کے بجائے مزید بڑھنے لگی، راجا نے عرب جا کر پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ راجا نے اپنا سارا راج پاٹ چھوڑ دیا اور اپنے تخت پر اپنے وارث کو بٹھایا اور خود عرب سے بھارت آئے تاجروں کے ساتھ عرب ملک کے لئے روانہ ہوگیا، عرب پہنچ کر راجا چیرامن پیرومل کی ملاقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی راجا نے پیغمبر اسلام سے وہ سارے سوال کئے جن سے راجا کئی دنوں سے پریشان و بے چین تھا، پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر اور اُن سے اپنے سارے سوالوں کے اطمینان بخش جوابات سُن کر راجا چیرامن پیرومل کو قلبی سکون، اطمینان پہنچا اور راجا نے فوراً اسلام قبول کرلیا، اسلام قبول کرنے کے بعد راجا نے کچھ وقفہ عرب میں ہی گزارا لیکن کچھ وقت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف سے راجا کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ بھارت جا کر بھارت کے لوگوں مین اسلام کی دعوت و تبلیغ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے راجا پیرومل کے ساتھ صحابہ ملک بن دینارؓ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہ بھارت کے لئے روانہ ہوئے، سفر کے دوران راجا بیمار ہوگیا راجا کی طبیعت اتنی بگڑ گئی کہ راجا کو یہ احساس ہوگیا کہ وہ بھارت کو واپس نہیں لوٹ پائے گا اسی لئے راجا نے اپنے ہاتھوں سے ایک خط لکھا اور اُس خط کو کوڑ ومگلور کے راجا کی طرف روانہ کردیا۔ اُس خط میں راجا نے یہ لکھا کہ شاید اب مین بھارت دیش کبھی بھی نہیں آپاؤنگا لیکن میرے سبھی دوست ساتھی بہت جلد بھارت پہنچنے والے ہیں ان کی ہر طرح سے مدد کی جائے اُن کی جو بھی ضرورت ہو اُسے میری ضرورت سمجھا جائے اور اُس ضرورت کو جلد از جلد پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ یوں راجا چیرامن پیرومل خط لکھنے کے بعد راستے ہی مین انتقال فرما گئے لیکن مالک بن دینارؓ اور ان کے سبھی ساتھی بھارت پہنچے آور کوڑ ونگلور کے راجا نے خط مین لکھی گئی باتوں کے مطابق مالک بن دینار کی ہر طرح سے مدد کی یہی وہ راجا تھا جس نے بھارت کی پہلی مسجد بنانے کا حکم جاری کیا تھا جس مسجد کو مالک بن دینار کی نگرانی مین بنایا گیا آور اس مسجد کو نام دیا گیا چیرامن جمعہ مسجد جو آج بھی دنیا بھر کو اپنے ہونے کی شہادت دے رہی ہے جسے ایک ہندو راجا نے بنایا تھا، اس کے علاوہ تمل ناڈو کی پلئیا جمعہ پلئی کی جمعہ مسجد بھی اپنے آپ میں تاریخی مقام رکھتی ہے یہ بھی چھ سو اٹھائیس ایسوی میں بنائی گئی تھی اور ان مسجدوں کو بنانے والے کوئی حملہ ور نہیں تھے بلکہ عرب کے کئی تاجر اور صوفی درویش تھے جن کے حسن اخلاق و کردار سے متاثر ہو کر بھارت کے کئی ہندو اسلام قبول کر کے مسلمان ہوئے اور بھارت مین مسلمانون کی آبادی کو دیکھتے ہوئے اُس وقت مسجدیں تعمیر کی گئی۔ بھارت میں اسلام نہ مغل بادشاہوں کے ذریعہ آیا، نہ ہی اسلام تیر وتلوار کے زور پر قائم ہوا بلکہ بھارت میں اسلام کا آغاز آدم علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے سے لے کر کئی نبیوں و صوفی درویشوں کے ذریعہ پہنچا ہے اور ایک وقت کے بگاڑ کے بعد دوبارہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر بھارت کے بڑے سے بڑے راجا مہاراجاؤں نے گمراہی بھرے عقیدوں و مذاہب کو ترک کر کے اسلام کو اپنایا۔ بیشک اسلام اس روئے زمین پر زندہ جاوید ہے۔

بہرحال یہ تھی بھارت میں مسلمانوں کی تاریخ جسے دشمنان اسلام مسخ کر کے، جھوٹی و بے تکی کہانیاں گڑھ کر بھارت کا مسلمان ہندو ہے، دلت ہے، جیسی افواہ اڑا کر برادران وطن کو گمراہ کیا جا رہا ہے جبکہ دنیا کا اولین مذہب اسلام ہی ہے۔

خیر اب بات کرتے ہیں بھارت کی پینتیس کروڑ مسلم آبادی کو ہندو کہنے والے سنگھی برہموں کی سیاہ تاریخ پر جن کا ڈی این اے آج بھی بھارت کے مقامی لوگوں سے میچ نہیں ہوتا۔ جبکہ وہ خود غیر ملکی حملہ آور ہیں، آج سے کئی سال پہلے آنڈو آرین نام کے لوگ بھارت میں داخل ہوئے یہ لوگ پولینڈ سے لے کر مڈل ایشیاء جسے یوریشیا بھی کہا جاتا ہے اس کے گھاس کے میدانی علاقوں میں رہتے تھے وہ بھارت میں آئے اور اُس وقت کے سندھو گھاٹی تہذیب (ہڑاپہ تہذیب) کے لوگوں سے ان کا مقابلہ ہوا جس میں آرینوں نے سندھو گھاٹی تہذیب کا خاتمہ کردیا، آرینوں سے زبردست مقابلہ کی وجہ سے مول نواسی جنوبی بھارت تک جا پہنچے آگے سمندر تھا اور وہ سمندر پار نہیں کر پائے اس لئے وہ جنوبی بھارت میں ہی بس گئے جنہیں ڈریوڈ کہا گیا، اس کے بعد آرینوں نے شمالی ہند میں اپنا راج قائم کیا اور مقامی لوگوں یعنی ڈراویڈوں (مول واسیوں) کو اپنا غلام بنالیا اور ہندو دھرم گرنتھوں کو لکھا گیا پھر ڈریوڈوں کو شودر بنا دیا گیا جسے اچھوت یا چھوٹی ذات بھی کہا جاتا ہے، جبکہ آرین یعنی سنگھی برہمن غیر ملکی حملہ ور ہیں جنہوں نے مقامی لوگوں کے تمام حقوق چھین لئے اور ہمیشہ کے لئے انہیں غلام بنا کر ان کے ساتھ جانوروں سے بدتر سلوک کرتے آرہے ہیں۔ سنگھی برہمنوں کے غیر ملکی ہونے کا ایک اور ثبوت حال ہی میں راکھی گڑھی کے کنکال سے ملا ہے۔ ہریانہ کے راکھی گڑھی کو ہڑپا تہذہب کا شہر مانا جاتا ہے، راکھی گڑھی سے قریب پانچ ہزار سال پرانہ کنکال برآمد ہوا ہے اس کنکال کی ڈی این اے ہروفائنگ کی گئی۔ ڈکن کالج آف آرکیالوجی کے پروفیسر وسنت شنڈے اور ڈی این اے سائنٹسٹ ڈاکٹر نیرج رائے کی سربراہی میں بنائی گئی ٹیم نے ستمبر 2018 میں پیش کی گئی اپنی رپورٹ میں یہ دعوی کیا کہ راکھی گڑی سے ملنے والے کنکال میں آرون اے ون ڈی این اے نہیں ہے۔ یوں محض تین سے چار فیصد آبادی والے یہ سنگھی برہمن بھارت میں جن کی تاریخ خود غیر ملکی حملہ آوروں کی ہے اور آج یہ بھارت کے ایک سو پچیس کروڑ شہریوں سے اپنی شہریت کا ثابت کرنے کی بات کرتی ہے، بھارت کی آزادی سے لے کر آج تک انہوں نے اپنے غرض کے لئے بھارت کی اقلیت کو ہندو کہہ کر بھارت میں اپنی اکثریت ثابت کی، پھر اقتدار حاصل کیا اور مقامی لوگوں کو ہمیشہ سے اپنا غلام بنا کر رکھا۔ آج اللہ سبحان تعالی کی شان دیکھئے ان کے بنائے گئے مکروفریب کے سارے جال ایک ایک کر ٹوٹ رہے ہیں اور برادران وطن ان کے منہ پر سیاہ کالکھ پوتھ رہے ہیں اور خود کو سناتنی ماننے سے اعلانیہ طور پہ انکار کرتے ہوئے سناتن دھرم اور خود کو سناتنی کہہ کر منوسمرتی کو ماننے والے ان سنگھی برہمنوادیوں کو ڈینگو ملیریا اور ایچ آئی وی سے زیادہ خطرناک کہہ رہے ہیں۔

حال ہی میں تمل ناڈو کے چیف منسٹر ایم کے اسٹالن کے فرزند اور تمل ناڈو کے وزیر اسپورٹس و یوتھ سروسیس ادھیاندھی اسٹالن نے ایک پروگرام مین خطاب کرتے ہوئے سناتن دھرم کو مچھر، ڈینگو اور ملیریا سے زیادہ خطرناک کہا۔ دراصل سناتن دھرم کے خاتمہ سے متعلق ٹاملناڈو پروگریسیو رائٹرس فورم نے اس پروگرام کا اہتمام کیا تھا۔ پروگرام میں ادھیاندھی نے خطاب کا آغاز یہ کہہ کر کیا کہ سناتن دھرم کی مخالفت کے بجائے سناتن دھرم کے خاتمہ کے موضوع پر کانفرنس کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آگے انہوں نے کہا کہ ہم بعض چیزوں کی صرف مخالفت پر اکتفا نہیں کرسکتے بلکہ انہیں ختم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مچھر، ڈینگو، کورونا اور ملیریا ایسے ہیں جن کی ہم مخالفت نہیں کرسکتے بلکہ ان کا صفایا کرنا ہوتا ہے۔ سناتن بھی اسی طرح کا ہے اور محض مخالفت سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ اس کے خاتمہ کو اولین ترجیح دینی ہوگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ سناتن دھرم مساوات اور سماجی انصاف دونوں کے خلاف ہے اور سناتن دھرم کو ذات پات کے نام پر لوگوں کو تقسیم کرنے کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ جہاں ایک طرف اس بیان کے بعد بی جے پی آر ایس ایس کے خیموں میں قیامت کا بھونچال آچکا ہے وہیں سنگھیون کی جانب سے اسٹالن کا سر قلم کرنے والے کو دس کروڑ انعام دینے کا اعلان کیا گیا۔ وہیں دوسری طرف تمل ناڈو کی عوام اسٹالن کی دفاع میں آچکی ہے اور اسٹالن کی حمایت مین سڑکوں پہ اتر چکی ہے، فی الحال یہ سلسلہ یہیں تک نہیں رُکا بلکہ اسٹالن کے بعد "ڈی ایم کے" کے ایک اور نیتا "کے راجن" نے مورچہ سنبھالتے ہوئے سناتن دھرم کا موازنہ "ایچ آئی وی (HIV) اور کشت روگ یعنی موذی مرض سے کی ہے۔ اسٹالن اور اُن جیسے لوگ برہمنوادیوں کی زہریلی نیتوں کو بخوبی سمجھ چکے ہیں کہ یہ ادھ ننگے سنگھی پجاری ایک بار پھر ماضی کو دہرانا چاہتے ہیں اور اپنے مفاد کی خاطر ایک بار پھر وہ اپنے دیوی دیوتاؤں کے آگے چھوٹی ذات کہلانے والوں کی بلی چڑھائیں گے، اُن پہ ظلم وجبر کے وہ تمام پہاڑ توڑے جائیں گے جسے دیکھ کر انسانیت کی روح کانپ اٹھے گی (بقیہ صفحہ ۱۳ ر پر)

مسائل سے گھبرائیے نہیں۔حل تلاش کیجیے

ڈاکٹر سراج الدین ندوی

اس وقت ملت کے سامنے بے شمار مسائل ہیں،ہمیں ان مسائل کے گھبرانا نہیں چاہیے، بلکہ اس کا حل تلاش کرنا چاہیے۔اس سلسلہ میں میرے نزدیک پہلی ترجیح یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنے مقام ومنصب کو پہچانے اور اپنے مقصد تخلیق کا شعور بیدار کرے۔اسے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا اپنے پیدا کرنے والے سے اور مخلوق سے کیا تعلق ہے؟ زندگی کے ہر معاملہ میں اس کا ویژن صاف ہو۔نصب العین واضح ہو۔جب تک مسلمانوں کو اپنے مقصد وجود کا شعور نہ ہوگا،ان پر منزل واضح نہ ہوگی،ان کی سمت سفر ٹھیک نہیں ہوگی۔اگر ویژن اور منزل صاف ہوگی تو راستہ بھی آسان ہوجائے گا اور ہر شخص جب اپنی منزل کی طرف سفر شروع کرے گا تو ایک نہ دن اپنی منزل کو پالے گا۔اس لیے ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو احساس ہونا چاہئے کہ وہ رہنمائی اور رہبری کے بلند مقام پر فائز ہے،اس کے مقصد تخلیق میں یہ بات شامل ہے کہ وہ دنیا میں نیکی کو فروغ دے اور برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔اس سلسلہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں اللہ کی ذات پر،اس کی صفات پر کامل یقین ہو۔اگر بندہ مومن کو یہ پختہ یقین ہو کہ تمام معاملات واختیارات،تمام خزانوں کی کنجیاں،صرف اللہ کے دست قدرت میں ہیں۔ ہر طرح کا نفع اور نقصان اور زندگی وموت اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے تو پھر انسان کے اندر حوصلہ،شجاعت، بہادری، بے خوفی، ہمت اور جرأت پیدا ہوتی ہے۔ پھر اسے اللہ پر یقین اور توکل کی وجہ سے اپنی زندگی کی تمام الجھنوں، دشواریوں، پریشانیوں،کلفتوں اور چیلینجز سے نجات دکھتی ہوئی نظر آئے گی۔دراصل یہ عقیدہ جسے ہم توحید کہتے ہیں،مجموعی اعتبار سے پوری ملت میں کمزور ہوگیا ہے۔جس کی وجہ سے اسے در در کی ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں۔ملت کبھی یہ سوچتی ہے کہ فلاں پارٹی ہماری مشکلیں حل کرسکتی ہیں،کبھی کسی ابھرتے ہوئے نظریہ کی طرف دوڑ لگاتی ہے،مختلف نظریات اور تصورات اسے گھیر لیتے ہیں۔لیکن اگر اسے یہ یقین ہو کہ اللہ نے اسے جو راہ ہدایت دکھائی ہے اسی میں اس کے جملہ مسائل کا حل ہے،ایک اللہ ہی ہے جو اس کے حالات کو بدل سکتا ہے۔پوری کائنات اور دنیا اس کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہے،وہ جدھر چاہے پھیر سکتا ہے تو پھر وہ ادھر ادھر کی ٹھوکریں نہیں کھائے گا۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

دوسری بات یہ ہے کہ وحی کا آغاز یا یوں کہیے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جو نظام حیات دیا گیا جسے ہم اسلام کہتے ہیں۔اس کا آغاز ''اقراء'' سے ہوا ہے۔ یہ علم کی روشنی انسان کی گذرگاہوں کو روشن اور منور کرتی ہے،یہ اسے منزل مقصود بھی دکھاتی ہے اور اس کی راہوں سے اندھیروں کو دور کرکے اس کے سامنے منزل کو واضح کردیتی ہے لیکن مجموعی طور پر ملت اسلامیہ علم سے دور ہوگئی ہے۔علم کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کتاب ہدایت دی ہے اس کا صحیح شعور ہمیں حاصل ہو۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس نظام کو لے کر آئے اس نظام کی خوبیوں اور اس کے محاسن کا ہمیں اچھی طرح ادراک ہو۔اللہ نے اس کائنات میں جو قوتیں پوشیدہ رکھی ہیں اور جو بے پناہ اسرار ورموز ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں ان کی تلاش وجستجو ہو جیسا کہ صحابہ کرامؓ اور ہمارے اسلاف کو تھی،اسی بنا پر وہ آدھی سے زیادہ دنیا پر چھا گئے ہمارے ہی اسلاف نے کتنے اکتشافات اور تحقیقات کیں ان کا اندازہ ان کتابوں کے مطالعہ سے ہوتا ہے جو اس اسلاف نے مختلف سائنسی موضوعات پر تحریر کی ہیں۔پانچ سو سال تک اہل یوروپ ہماری کتابوں سے استفادہ کرتے رہے اور ہماری دانش گاہوں میں ہمارے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرتے رہے۔آج علم صرف ڈگریاں حاصل کرنے اور اس کے نتیجے میں مناصب اور ملازمتیں حاصل کرنے کے لیے پڑھا جاتا ہے۔علم اس لیے حاصل کیا جائے کہ یہ ہماری گذرگاہوں کو روشن کرتا ہے،ہمیں منزل تک پہنچاتا ہے،ہمیں ساری انسانیت کے لیے نفع بخش بناتا ہے،آج ہم نے نفع رسانی کا کام چھوڑ دیا ہے۔ہم صرف علم کو معاشی سہولیات کی حصولیابی کے لیے حاصل کرتے ہیں۔ورنہ علم تو پوری انسانیت کو نفع پہنچانے کے لیے حاصل کیا جانا چاہئے۔یعنی اپنے مقصد وجود کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے۔پھر اس علم کے نتیجے میں جن حقائق کا ہمیں ادراک ہو اس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ملت کے اندر اس احساس کو پیدا کیا جائے کہ علم وہ ہتھیار ہے جو انسان کو مسائل سے لڑنے اور فتحیاب ہونے کا ذریعہ فراہم کرتا ہے۔

ایک بڑا مسئلہ دین اور دنیا کی تقسیم کا ہے جو نہ جانے مسلمانوں کے دل ودماغ میں کہاں سے بھر دیا گیا ہے حالانکہ دین تو نام ہی ہے اس دنیا کو اللہ کی مرضی کے مطابق گزارنے کا اور اس دنیا کو حسنہ یعنی کامیاب بنانے کا۔اصل میں قرآن پاک میں دنیا اور آخرت کو ایک دوسرے کی ضد بتایا گیا ہے۔لیکن ہم نے دین کو دنیا کے مقابل لا کھڑا کردیا ہے۔حالانکہ اس دنیا کو دین کے تقاضوں کے مطابق بسر کرنا ہی اسلام ہے۔جب ہم دین کو دنیا سے الگ کریں گے تو ہمارے سامنے مسائل پیدا ہوں گے۔تو اس غیر اسلامی تصور کو کھرچنے کی ضرورت ہے۔اس محدود وناقص تصور نے ملت کو بڑا انقصان پہنچایا ہے۔یہ تقسیم چاہے علم کے میدان میں ہو یا سیاست کے،تجارت کے میدان میں یا ہو عبادت کے بہت خطرناک ہے۔اس تصور کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشہ ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

یوں سمجھے دین ودنیا کی اس تقسیم نے تکوین ثروت کو،دولت کے حصول کو ایک معیوب شئے بنادیا ہے۔حالانکہ تکوین ثروت اسلام میں مطلوب ومقصود ہے۔قرآن نے حکم دیا ہے:''جب تم نماز سے فارغ ہوجاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔''(الجمعہ،آیت 10)اللہ کا فضل حلال رزق بھی ہے،اللہ کا فضل تکوین ثروت بھی ہے،اللہ کا فضل اسرار کائنات کی جستجو بھی ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا:''الکاسب حبیب اللّٰہ''(مسند احمد)کمائی کرنے والا یعنی دولت حاصل کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔آپؐ نے یہ بھی فرمایا:''جو امانت دار تاجر ہے اس کا حشر انبیاء اور صدیقین کے ساتھ ہوگا۔''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دولت حاصل کرنا کتنا مقدس عمل ہے جو انسان کو انبیاء اور صدیقین سے ملا دیتا ہے۔مجھے تعجب ہوتا ہے جب ہمارے علماء کرام ایک طرف زکاۃ کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور دوسری طرف دولت کے حصول اور تجارت کرنے کو معیوب بتاتے ہیں اور اسے دین کے مغائر کہہ کر اس کی اہمیت کم کردیتے ہیں۔حالانکہ جس مال پر زکاۃ دی جائے گی اس مال کا حصول کتنا اہم ہے دین ودنیا کی تقسیم سے دراصل امت کو بڑا نقصان ہوا ہے کہ ہم نے تکوین دولت، حصول ثروت اور اسباب تجارت اختیار کرنے کو خلاف دین اور خلاف تقویٰ سمجھ رکھا ہے۔ہمارے نزدیک وہ شخص متقی ہے جو اپنے بچوں کی روزی کمانے کے بجائے قوم کے صدقات پر پرورش پاتا ہے، ہر گھڑی اوراد ووظائف میں مشغول رہتا ہے،اسے انسانوں کے مسائل اور سماج کی ضروریات سے کوئی لینا دینا نہیں،لیکن سارے دن مسجد میں گوشہ نشیں رہتا ہے،لوگوں کی نظر میں وہ شخص متقی ہے جو میلا کچیلا اور گندہ رہتا ہے۔اس سلسلہ میں ہم نے اپنے باؤلوں کو اللہ کا ولی گردان لیا ہے،ان کے آستانے بنا کر انھیں سجدہ گاہیں بنالیا ہے۔ایسے افراد ہمارے پیر اور شیخ بنے بیٹھے ہیں۔دوسری طرف وہ انسان جو فرض عبادات کے ساتھ ساتھ حلال رزق کی تگ ودو میں اپنے شب وروز بسر کرتا ہے،جو لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لیے اپنا دن کا سکھ اور رات کا چین برباد کرتا ہے،جو اپنے بھائیوں کے لیے پتھر کھاتا ہے اسے ہم متقی تو دور کی بات دیندار بھی نہیں سمجھتے۔صحابہ کرامؓ ہر وقت انسانوں کے مسائل حل کرنے میں لگے رہتے تھے،وہ دین کے غلبہ کے لیے،کسب حلال کے لیے،انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے آزادی کے لیے تگ ودو کرتے تھے۔ہم ایک امین اور صادق تاجر کو اپنا پیر اور شیخ نہیں بناتے حالانکہ اس کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کہا ہے کہ اس کا حشر انبیاء اور صدیقین کے ساتھ ہوگا،جس شخص کا حشر نبیوں کے ساتھ ہو،جو شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اس سے بڑا شیخ اور کون ہوسکتا ہے؟ لیکن ہم ایسا نہیں کرتے۔ہمیں تقویٰ کے اس پندار سے باہر نکلنا چاہئے۔

آخری بات یہ ہے کہ اس ملت کو اللہ تعالیٰ نے ملت واحدہ بنایا تھا۔لیکن اس وقت ہم ملت منتشرہ اور ملت متعددہ ہوگئے ہیں۔جب تک ہم ملت واحدہ نہیں ہوں گے۔جب تک ہم سیسہ پلائی ہوئی دیوار نہیں ہوں گے،جب تک قرآن وسنت ہماری اساس نہیں ہوں گے،جب تک ہم تمام اختلافات کو طاق پر رکھ کر بنیان مرصوص نہیں ہوں گے تب تک ہم مسائل سے دوچار رہیں گے۔یہ بات قرآن پاک میں بھی فرمائی گئی ہے:''اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم ڈھیلے پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور ثابت قدم رہو۔یقیناً اللہ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے(الانفال آیت 46)،جزوی اور فروعی اختلاف ہوسکتے ہیں۔صحابہ کرام کے زمانے میں بھی اس طرح کے فروعی اختلافات تھے،اس مختصر مضمون میں اس کی مثالیں دینے سے میں قاصر ہوں۔ہمیں جزوی اور فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر ملت واحدہ بننا ہوگا۔ہمارا ایک امام ہو،ایک قائد ہو،ہم فقہی اختلافات میں ایک دوسرے کو گوارہ کریں ایک بڑے دانشور اکثر اپنی تقریروں میں کہتے رہتے ہیں کہ جو challenges آتے ہیں وہ اپنے ساتھ opportunities لے کر آتے ہیں۔یعنی جو مسائل آتے ہیں خود ان کے جلو میں ان کا حل بھی ہوتا ہے اس لیے ہمیں کبھی بھی اور کسی بھی حال میں مسائل سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ ان مسائل کے درمیان سے ہی ان کا حل تلاش کرنا چاہئے۔

بقیہ: سناتن دھرم کی حقیقت

سنگھی برہمن پھر ایک بار اپنی سیاہ وسفاک تاریخ دہرانا چاہتا ہے وہ بھارت میں منواسمرتی نافذ کرکے بھارت کے ہر انسان کو غلام بنانا چاہتا ہے، سنگھی برہمنوں نے اپنی حکمرانی قائم کرنے کے خاطر آج بھارت کے تمام اقلیتی طبقوں کو ہندو کا نام دے دیا ہے۔ ماضی میں بھی یہی ہوا تھا، اکثریت دکھانے کے خاطر برہموں نے اقلیتوں کو ہندو بنا کر پیش کیا تھا تاریخ ایک بار پھر وہی سب کچھ دہرا رہی ہے جو ماضی میں ہوچکا ہے آج خود کو سیکولر کہنے والا کوئی سیکولر نہیں ہے سارے چہرے پہ نقاب لگائے گھوم رہے ہیں،اور کوئی سوفٹ ہندوازم کا کارڈ پھینک رہا ہے تو کوئی شدت پسندی اختیار کررہا ہے لیکن دونوں برابر ہیں، ورنہ آج بھارت میں دنیا کے اولین مذہب کی سینکڑوں مساجد یوں ریت کے ڈھیر کی طرح ڈھائی نہیں جاتی، نہ ہی ٹرینوں میں پولس کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل ہوتا، نہ جانوروں کے نام پہ ہمارے نوجوانوں کا خون بہایا جاتا، نہ مسجدوں میں گھس کر ہمارے اماموں کے گلے کاٹے جاتے، نہ ہمارے گھروں میں آگ لگائی جاتی، نہ ہی کاروائی کے نام پہ ہماری دکانوں ومکانوں پر بُلڈوزر چلائے جاتے، نہ ہماری بہن بیٹیوں کو سرعام رسوا کیا جاتا نہ اُن کی عصمت ریزیاں ہوتی، نہ ہماری ماں بہنوں کو انصاف کے لئے کورٹ کچہریوں کی خاک چھاننی پڑتی اور نہ ہی آج اللہ کی بنائی ہوئی زمین ہمارے لئے تنگ کی جاتی، نہ ہم سے ہماری شہریت کا ثبوت مانگا جاتا، اور نہ اس ظلم وناانصافی پر سانپ سونگھنے والی خاموشی ہوتی، افسوس آج ہمارے لئے نہ اسکول کالجس محفوظ ہیں، نہ ہماری عبادت گاہیں نہ گھر نہ ہی ہماری قبریں محفوظ ہیں، تاریخ میں بھی یہی سب کچھ ہوا تھا مستقبل مین پھر یہی دہرایا جائے گا۔ دلتوں وادیواسیوں کو ہندو بنا کر پہلے مسلمانوں پر ظلم ہوگا۔ پھر اگلا نمبر دلتوں، آدی واسیوں ودیگر اقلیتی طبقے کا آئے گا۔ کیونکہ سنگھی برہمن یہ بخوبی جانتا ہے کہ جب تک بھارت میں مسلمانوں کا وجود ہے وہ اپنے گندے مقصد مین کبھی کامیاب نہیں ہوں گے اس لئے ان کا پہلا نشانہ بھارت کے مسلمان ہیں۔

آج بھارت کا عام انسان بارود کے ڈھیر پہ بیٹھا ہے صرف مسلمان یا دلت ہی نہیں بلکہ آج پوری انسانیت خطرے میں ہے اور یہ محض زبانی جمع پونجی نہیں ہے۔ یہ جو کچھ بھی ہورہا ہے یا کیا جارہا ہے سب کچھ پری پلین ہے، ملک میں ون نیشن ون الیکشن، یونی فام سول کوڈ، ہندو ہندی، جیسے کئی خطرناک ناگ پھن نکالے ڈسنے کے لئے تیار کھڑے ہیں، شہریت کا معاملہ مکمل دبا نہیں وقتاً فوقتاً اس کی چنگاریاں اٹھائی جاتی ہیں، ہمارے آگے 2024 کے انتخابات ہیں جو آنے والے بھارت میں مسلمانوں کا مستقبل طئے کرے گا۔ یہی وقت ہے کہ ہم سب اپنی صفوں میں اتحاد ویگانگت پیدا کریں اور ایمانی فراست کا ثبوت دیں۔

Scanned with CamScanner

خواتین کے حصہ کو یقینی بنانے کیلئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ تحریک چلائے گا

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کی ایک اہم نشست مورخہ ۱۷؍ستمبر ۲۰۲۳ء نیو ہورائزن اسکول نزد ہمایوں کا مقبرہ حضرت نظام الدین نئی دہلی میں زیر صدارت صدر بورڈ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی منعقد ہوئی جس میں کئی اہم فیصلے کئے گئے ان ہی میں ایک اہم فیصلہ یہ لیا گیا کہ اصلاح معاشرہ کی تحریک کے ذریعہ پورے ملک میں وراثت کی تقسیم میں خواتین کے حصہ کو یقینی بنانے کے لئے ایک منظم تحریک چلائی جائے گی، شرکاء کا یہ احساس سامنے آیا کہ اس کے باوجود کہ قانون شریعت میں باپ کی وراثت میں بیٹی کو ایک متعین حصہ دیا گیا ہے تاہم بہت سارے معاملوں میں بہنوں اور بیٹیوں کو یہ حصہ نہیں مل پاتا۔ اسی طرح بیٹے کی جائیداد سے ماں کو اور شوہر کی جائیداد سے اس کی بیوہ کو محروم رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح بھائی کی جائیداد میں بہن کا جو حصہ ہوتا ہے اس سے بھی بہن کو محروم رکھا جاتا ہے۔ بورڈ نے فیصلہ کیا کہ وہ وراثت میں خواتین کے حصہ کو یقینی بنانے کے لئے ملک گیر تحریک چلائے گا، بورڈ کے ترجمان ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس نے عاملہ کے فیصلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ بورڈ میں یہ احساس بھی سامنے آیا کہ ملک میں خواتین کو متعدد قسم کے سماجی اور عائلی مسائل کا سامنا ہے، مثلاً رحم مادر میں بچیوں کا قتل، جہیز کی لعنت، تاخیر سے شادی کا مسئلہ، ان کی عفت وعصمت پر ہو رہے حملے، ملازمتوں کے دوران ان کا استحصال، ان پر ہونے والا گھریلو تشدد وغیرہ۔ ان باتوں کا بورڈ نے سختی سے نوٹس لیا اور طے کیا کہ بورڈ کی اصلاح معاشرہ تحریک کے ذریعہ ترجیحی طور پر ان چیزوں کی اصلاح پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں پورے ملک کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین سکریٹریز مولانا سید احمد فیصل رحمانی، مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی اور مولانا یسین علی عثمانی بدایونی کو اس کا ذمہ دار بنایا گیا۔ اس کے علاوہ اس پورے کام کا منصوبہ اور نقشہ ترتیب دینے کے لئے درج ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی۔ مولانا سید احمد فیصل رحمانی، مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی اور ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس۔ اسی طرح تفہیم شریعت کمیٹی کی ذمہ داری بورڈ کے سکریٹری مولانا سید بلال عبدالحی حسنی کو دی گئی، شرکائے اجلاس نے یونیفارم سول کوڈ کے تعلق سے بورڈ کی جانب سے کی گئی کوششوں کی تحسین کی، بالخصوص مختلف مذہبی وسماجی رہنماؤں کی راؤنڈ ٹیبل میٹنگ وپریس کانفرنس۔ لا کمیشن کے مطالبہ اور بورڈ کی تحریک پر تقریبا 63 لاکھ افراد کی جانب سے جواب کا دیا جانا اور صدر بورڈ کی قیادت میں لا کمیشن سے بورڈ کے وفد کی ملاقات وگفتگو۔ طے پایا کہ اس سلسلہ کی دیگر کوششوں کو جاری رکھا جائے گا، مجلس عاملہ نے اوقاف کی جائیدادوں کے تعلق سے حکومت کی چیرہ دستیوں، وقف بورڈوں کی مجرمانہ غفلت اور ملک کے مختلف ہائی کورٹس میں وقف قانون کے خلاف دائر ہونے والے مقدمات پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔ طے پایا کہ اس سلسلہ میں وقف کی شرعی حیثیت، درپیش خطرات اور تدارک کی ممکنہ تدابیر پر ملک کے پانچ بڑے شہروں میں وقف کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے گا۔ شرکائے اجلاس نے نئے میڈیشن ایکٹ کے مختلف پہلوؤں کا تفصیل سے جائزہ لیا۔ طے کیا گیا کہ جنرل سکریٹری بورڈ کی قیادت میں بورڈ میں موجود ماہرین قانون پر مشتمل ایک کمیٹی اس کے تمام پہلوؤں کا تفصیل سے جائزہ لے کر بورڈ کو بتائے گی کہ کس طرح اس سے دار القضاء مسلمانوں کے سماجی مسائل ودیگر معاملات میں استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

اجلاس کی صدارت صدر بورڈ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے فرمائی اور اجلاس کی کاروائی جنرل سکریٹری بورڈ مولانا محمد فضل الرحیم مجددی صاحب نے چلائی۔ درج ذیل ارکان عاملہ ومدعوئین خصوصی نے شرکت فرمائی۔ نائب صدور مولانا سید ارشد مدنی، پروفیسر ڈاکٹر سید علی محمد نقوی صاحب، جناب سید سعادت اللہ حسینی، جنرل سکریٹری مولانا محمد فضل الرحیم مجددی، خازن جناب پروفیسر ریاض عمر، سکریٹری مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی، مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی، سینئر ایڈوکیٹ یوسف حاتم مچھالہ، مولانا اصغر علی امام مہدی، مولانا عبداللہ مغیثی، مولانا پروفیسر سعود عالم قاسمی، مولانا انیس الرحمن قاسمی، جناب کمال فاروقی، ایڈوکیٹ ایم آر شمشاد، ایڈوکیٹ طاہر ایم حکیم، ایڈوکیٹ فضیل احمد ایوبی، مولانا نیاز احمد فاروقی، پروفیسر مونسہ بشری عابدی، ایڈوکیٹ نبیلہ جمیل اور ڈاکٹر سید قاسم رسول الیاس، ان کے علاوہ مدعوئین خصوصی میں جناب حامد ولی فہد رحمانی، ایڈوکیٹ وجیہ شفیق، ایڈوکیٹ عبدالقادر عباسی، مولانا وقار الدین لطیفی، مولانا رضوان احمد ندوی وغیرہ، اجلاس کا آغاز مولانا حبیب الرحیم مجددی کی تلاوت کلام سے ہوا اور صدر بورڈ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کے دعائیہ کلمات سے ۴؍بجے دن میں اختتام پذیر ہوا۔

بقیات

بقیہ صفحہ اول .... ایک اونٹ کی بلبلاہٹ سن کر آپ سمجھ گئے کہ اس کا مالک اس پر زیادتی کرتا ہے، اونٹ کے مالک انصاری صحابی کو بلا کر فرمایا کہ اللہ رب العزت نے ان جانوروں کو تمہارا محکوم بنایا ہے؛ اس لئے ان جانوروں پر رحم کرو، نہ تو انہیں بھوکا رکھو، اور نہ ہی ان کی طاقت سے زیادہ کام لو، ایک بار حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے چڑیا کے دو بچوں کو پکڑ لیا، چڑیا چلانے لگی، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان بچوں کو ان کی جگہ پر رکھ آؤ، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ایک فاحشہ نے اپنے موزہ میں بھر کر کتے کو پانی پلایا تو اس کی بخشش ہوگئی، اور ایک عورت نے بلّی کو باندھ کر رکھا، کھانا پینا نہیں دیا، بالآخر وہ مرگئی تو اس عورت کو اسکی وجہ سے اسے جہنم کا مستحق قرار دیا گیا، یہ واقعات بتاتے ہیں کہ جانوروں پر آپ کی شفقت ورحمت کس قدر تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ درختوں کو بلاضرورت کاٹنے اور جنگ کے موقع سے انہیں برباد کرنے سے بھی منع کیا گیا، کیونکہ یہ ہمارے لئے ماحول کے تحفظ کا بڑا ذریعہ ہیں، فرمایا گیا کہ اگر قیامت قائم ہو جائے اور تمہارے پاس اتنی مہلت ہو کہ تم ایک پودا لگا سکتے ہو تو لگا دو، پھلدار درخت لگانے والوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ جس درخت کے پھل سے انسانوں نے اور پتوں سے جانوروں نے فائدہ اٹھایا تو یہ صدقہ ہے، اور ایسی تمام کوشش جس سے ماحول خراب ہو، فضائی آلودگی پیدا ہو ''فساد فی الارض'' کے قبیل سے ہے۔ ماحولیات کے تحفظ اور ہر قسم کے جاندار کے لئے پانی کی اہمیت ظاہر ہے، حکم دیا گیا کہ اسے ناپاک نہ کرو، پینے اور دوسری ضرورتوں کے لئے اسے پاک وصاف رکھو، پانی میں پیشاب نہ کرو، سو کر اٹھو تو بغیر ہاتھ دھوئے پانی کے برتن میں ہاتھ مت ڈالو، پانی پیتے وقت برتن میں سانس مت لو، مشکیزے، گھڑے اور پانی کے برتن کو ڈھانک کر رکھو، یہ ہدایات ہر اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ورحمت کا مظہر ہیں، رحمۃ للعالمین ہونے کا سب سے بڑا مظاہرہ قیامت کے دن ہوگا، جب سارے انبیاء کرام بخشش کے لیے سفارش اور شفاعت سے انکار کردیں گے، سارے انسان پریشان ہوں گے، ہر آدمی اپنے گناہوں کے بقدر پسینے میں ڈوبا ہوگا، نفسی نفسی کا عالم ہوگا، نہ بیٹا باپ کا ہوگا، نہ بیوی شوہر کی ہوگی، ہر آدمی سراسیمہ اور حواس باختہ ہوگا، ایسے میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم امت کی شفاعت کے لیے بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوں گے اور وہ سب کچھ مانگیں گے جو اللہ رب العزت ذہن ودل میں ڈالیں گے اور پھر خوش خبری سنائی جائے گی کہ گناہگاروں کو بخش دیا گیا اور جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اس شفاعت سے سوئے جنت روانہ ہو سکے گا، اس طرح آپ کی رحمت سے اللہ کی مخلوق دنیا میں بھی مستفیض ہو رہی ہے اور آخرت میں بھی شفاعت کام آئے گی۔

بقیہ یادوں کے چراغ .... حالاں کہ وہ بغیر طلب آرہے تھے اور بغیر طلب عہدوں پر اللہ کی نصرت بھی آیا کرتی ہے، اس کے باوجود عہدے ان کی طرف کھینچے آرہے تھے، نوجوانوں کو جمعیت اہل حدیث بہار سے جوڑنے کے لیے جمعیت شبان اہل حدیث کا قیام ۱۹۷۳ء میں مظفر پور اجلاس میں ہوا تو اس کی دستور سازی کے لیے جو سہ رکنی کمیٹی بنائی گئی اس میں جعفر زید سلفی، بدر عظیم آبادی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب بھی شریک تھے، وہ ایک زمانہ تک جمعیت اہل حدیث بہار کے خازن بھی رہے۔ ۱۹۹۸ء میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ کے ناظم منتخب ہوئے اور آخری سانس تک اس ذمہ داری کو نبھایا، ان کی تحریریں کتابی شکل میں میرے سامنے نہیں ہیں، لیکن بعض موقعوں سے ان کے مضامین دار العلوم احمدیہ سلفیہ کے ترجمان الہدیٰ میں شائع ہوا کرتے تھے، بعض شمارے میں اداریے بھی ان کے قلم سے ہیں۔
ڈاکٹر صاحب کو اسٹیج سے تقریر کرتے ہوئے بھی میں نے نہ کبھی دیکھا، نہ سنا، میں نے جس دور میں دیکھا، اس میں وہ ضعف قویٰ کے شکار تھے اور گفتگو بھی کم کیا کرتے تھے، ان کو دیکھ کر مجھے ہمیشہ حکیم عبدالحمید مرحوم کی قبر کا وہ کتبہ یاد آتا تھا جس میں ان کے ملفوظ نقل کیے گیے ہیں، وہ کہا کرتے تھے کہ ابو الکلام، ابو اللسان، ابو البیان تو بہت لوگ ہیں، میں تو ابو العمل بننا چاہتا ہوں، چنانچہ ہمدرد یونیورسٹی اور ہمدرد کی دوائیاں ان کے اسی ابو العمل ہونے کی گواہ ہیں، ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب بھی ابو العمل تھے، انہوں نے اپنی زندگی گفتار کے غازی کے بجائے عملی مجاہد کے طور پر گذارا، تبھی وہ اتنے بڑے بڑے تعلیمی اداروں کی ذمہ داری ادا کرنے میں کامیاب ہوئے، بلاشبہ ان کی پوری زندگی، دعوتی، ملی اور تعلیمی تھی اور انہوں نے ہر محاذ پر کام کو آگے بڑھا کر ہم سب کو کام کرنیکا سلیقہ بتانے گیے، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی خدمات کو قبول فرمائے اور زندگی بھر کی جدوجہد کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۲/۱۶/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ شیخ پورہ)

گلفشاں خاتون بنت محمد اکبر، مقام تیائی، ڈاکخانہ چواڑہ، ضلع شیخ پورہ۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد شکیل ولد محمد حلیم، مقام بکرا، ڈاکخانہ چورسوا، وایہ گری یک، ضلع نالندہ۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دار القضاء امارت شرعیہ شیخ پورہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۶؍ربیع الآخر ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲؍اکتوبر ۲۰۲۳ء روز اتوار کو بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔
فقط۔ قاضی شریعت

معاملہ نمبر ۴۱/۹۲۶/۱۴۴۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ نالندہ)

سونی پروین بنت محمد اشرف، مقام وڈاکخانہ چروانواں، ضلع شیخ پورہ۔۔فریق اول

بنام

محمد شمشاد عرف پنا ولد محمد یونس، مقام کونند، ڈاکخانہ عابدہ چک، ضلع نالندہ۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول سونی پروین بنت محمد اشرف نے آپ فریق دوم محمد شمشاد عرف پنا ولد محمد یونس کے خلاف غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دار القضاء امارت شرعیہ نالندہ میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعے آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ ساعت ۲۶؍ربیع الاول ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۲؍اکتوبر ۲۰۲۳ء بروز جمعرات بوقت ۹؍بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

آئین کی کاپی سے سیکولر اور سوشلسٹ لفظ غائب

پارلیامنٹ کے خصوصی اجلاس میں خواتین ریزرویشن بل پر بحث کے دوران نیا تنازعہ کھڑا ہو گیا ہے، کانگریس نے الزام عائد کیا ہے کہ نئے پارلیامنٹ کے افتتاح کے موقع پر ارکان پارلیامنٹ کو آئین کی جو کاپی تقسیم کی گئی ہے اس میں شائع پیش لفظ سے سیکولر اور سوشلسٹ لفظ ہٹا دیا گیا ہے، اس کے جواب میں حکومت نے کہا کہ آئین کی کاپی میں اصل آئین کا پیش لفظ شامل کیا گیا ہے، جس میں سیکولر اور سوشلسٹ لفظ نہیں تھا، آئین کے پیش لفظ میں یہ دونوں الفاظ ۱۹۷۶ء میں ۴۲ویں ترمیم کے ذریعہ شامل کئے گئے تھے، کانگریس رہنما ادھیر رنجن چودھری نے حکومت کی نیت پر سوال اٹھائے ہیں، انہوں نے الزام لگایا کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ لفظ ۱۹۷۶ء میں ایک ترمیم کے بعد جوڑا گیا تھا؛ لیکن اگر آج ہمیں کوئی آئین دیتا ہے تو اس میں یہ لفظ نہیں ہے تو یہ تشویس کی بات ہے۔ (نیوز رپورٹ)

رام جنم بھومی مقدمہ الہ آباد ہائی کورٹ نے 4 ملزمین کی ضمانت کو کیا منظور

اٹھارہ سالوں سے جیل کی صعوبتیں برداشت کرنے والے تین ملزمین کو کل الہ آباد ہائی کورٹ نے مشروط ضمانت پر رہا کئے جانے کا حکم جاری کیا، سال 2018 میں الہٰ آباد کی خصوصی عدالت نے رام جنم بھومی (ایودھیا دہشت گردانہ حملہ) معاملے میں اپنا فیصلہ سناتے ہوئے چار ملزمین کو عمر قید کی سزا دی تھی، عمر قید کی سزا ملنے کے بعد ملزمین نے جمعیۃ علماء مہاراشٹر (ارشد مدنی) قانونی امداد کمیٹی کے توسط سے نچلی عدالت کے فیصلے کو الہ آباد ہائی کورٹ میں چیلنج کیا تھا نیز اپیلوں پر سماعت نہ ہونے کی صورت میں عدالت سے ضمانت پر رہا کئے جانے کی گزارش کی تھی، ملزمین ڈاکٹر محمد عرفان محمد اسلم اور شکیل احمد نظیر احمد کی ضمانت عرضداشت پر جمعیۃ علماء کی جانب سے ایڈوکیٹ عارف علی، ایڈوکیٹ سمیع الزماں اور ایڈوکیٹ شہزاد عالم نے بحث کی جبکہ ملزم محمد نسیم فیروزالدین کی جانب سے ایڈوکیٹ ایم ایس خان نے بحث کی اسی طرح ملزم آصف اقبال کی جانب سے ایڈوکیٹ راجولوچن شکلاء نے بحث کی، ملزمین ڈاکٹر محمد عرفان محمد اسلم اور شکیل احمد نظیر احمد کی جانب سے بحث کرتے ہوئے دورکنی بینچ کے جسٹس اشونی کمار مشرا اور جسٹس آفتاب حسین رضوی کو ایڈوکیٹ عارف علی نے بتایا کہ ملزمین گذشتہ اٹھارہ سالوں سے جیل میں مقید ہیں اور ٹرائل کورٹ کی جانب سے دی گئی عمر قید کی سزاؤں کے خلاف داخل اپیل پر سماعت التواء کا شکار ہے لہذا ملزمین کو مشروط ضمانت پر رہا کیا جائے (نیوز رپورٹ)

لوک سبھا میں 2 بار قومی ترانہ، جانچ کا حکم

پارلیمنٹ کے خصوصی اجلاس کے پہلے دن لوک سبھا کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے ہی اچانک ایوان میں قومی ترانہ بجنے سے ایک عجیب صورت حال پیدا ہوگئی۔ اس وقت 11 نہیں بجے تھے اور نہ ہی لوک سبھا اسپیکر اوم برلا اپنی کرسی پر بیٹھے تھے۔ ایوان کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے ہی جب قومی ترانہ شروع ہو گیا تو اُس وقت ایوان میں موجود وزیر اعظم نریندر مودی اور سونیا گاندھی سمیت کئی اراکین پارلیمنٹ احتراماً کھڑے ہو گئے۔ اس کے ختم ہوتے ہی لوک سبھا کے جنرل سکریٹری انیل سنگھ جیسے ہی ایوان کے اندر آئے، وزیر اعظم مودی نے ان سے جاننے کی کوشش کی کہ کیا ہوا۔ پھر جب لوک سبھا اسپیکر اوم برلا ایوان میں پہنچے تو روایت کے مطابق قومی ترانہ بجانے کے ساتھ ایوان کی کارروائی باضابطہ شروع ہوئی۔ اپوزیشن پارٹیوں نے اسپیکر کی موجودگی کے بغیر ایوان میں قومی ترانہ بجائے جانے اور دو بار قومی ترانہ بجنے کو اسپیکر کی بے عزتی قرار دیتے ہوئے ہنگامہ کرنا شروع کر دیا۔ اپوزیشن لیڈران کے ہنگامہ کے درمیان لوک سبھا اسپیکر اوم برلا نے کہا کہ کوئی بے عزتی نہیں ہوتی ہے، یہ تکنیکی خامی ہے، آپ اسے جانکاری میں لائے ہیں اور اس خامی کی جانچ کروائی جائے گی۔

محمد اظہار

سی بی آئی کو "طوطا" بنایا، اب الیکشن کمیشن کو "کٹھ پتلی" بنانے کی تیاری

یو پی اے حکومت کے وقت ملک کی جانچ ایجنسی سی بی آئی کے رویہ پر سپریم کورٹ نے اسے حکومت کا طوطا کہا تھا۔ اب این ڈی اے حکومت میں الیکشن کمیشن کے کٹھ پتلی بن جانے کی کوشش کے الزام لگ رہے ہیں۔ یہ باتیں حزب مخالف کی طرف سے کہی جارہی ہیں۔ دراصل مرکزی حکومت الیکشن کمشنروں کی بحالی کو لیکر ایک بل لانے کی تیاری کررہی ہے۔ اس میں جو کاروائی ہے اس کو لیکر تنازع شروع ہوگیا ہے۔ سال 2015 میں الیکشن کمیشن کے کام کاج میں شفافیت لانے کو لیکر کئی مفاد عامہ عرضی دائر کی گئی تھی ان عرضیوں پر سال 2023 کے مارچ مہینہ میں سپریم کورٹ کی طرف سے ایک تاریخی فیصلہ سناتے ہوئے کہا گیا کہ الیکشن کمشنروں کی بحالی حکومت کے کنٹرول سے باہر ہونی چاہئے۔ فیصلے میں جسٹس کے ایم جوزف کی آئینی بینچ نے کہا کہ چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمشنروں کی بحالی صدر جمہوریہ کے ذریعہ بنائی گئی کمیٹی کی صلاح کی بنیاد پر ہونی چاہئے۔ اس کمیٹی میں ملک کے وزیر اعظم سمیت حزب مخالف کے سب سے بڑے رہنما یا لوک سبھا میں حزب مخالف کے رہنما اور ہندوستان کے چیف جسٹس شامل ہوں گے۔ اس کے علاوہ فیصلے میں سپریم کورٹ نے بحالی کو لیکر ایک قانون بنانے کیلئے بھی کہا تھا۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کے بعد 10 اگست 2023 کو ہوئے مانسون اجلاس میں مرکزی حکومت کی طرف سے راجیہ سبھا میں ایک بل پیش کیا گیا۔ جس پر راجیہ سبھا میں جم کر ہنگامہ دیکھنے کو ملا۔ اس بل کا نام تھا چیف الیکشن کمشنر اور دیگر الیکشن کمشنر بل، 2023 حزب مخالف کا کہنا ہے کہ یہ بل غیر آئینی ہے اور مرضی کے مطابق ہے۔ الزام لگایا گیا کہ مودی حکومت اس بل کے ذریعہ الیکشن کمیشن کو اپنی کٹھ پتلی بنانا چاہتی ہے۔ (پریس رپورٹ)

دہلی اسٹیٹ حج کمیٹی کے ذریعہ قواعد کی دھجیاں اڑائے جانے کا انکشاف

عوامی آڈٹ سے متعلق آر ٹی آئی ایکٹ میں ایک درخواست کے ذریعہ پوچھے گئے سوالات کے جواب میں موصول ریفرینس نمبر فائل نمبر: ڈی ایس ایچ سی 0582020-21 03 بتاریخ 25/اگست 266 صفحات پر مشتمل دہلی اسٹیٹ حج کمیٹی کے پی آئی او کی اطلاع کے مطابق موجودہ چیئر پرسن کوثر جہاں نے گزشتہ حج سیزن میں کمیٹی ممبرس کے ساتھ 21/فروری، 14/مارچ، 5/اپریل اور 20 اپریل تک کل چار میٹنگز کی ہیں، جس میں ممبر پارلیمنٹ گوتم گمبھیر، ممبر اسمبلی حاجی محمد یونس اور عبدالرحمٰن نے کسی بھی میٹنگ میں شرکت نہیں کی، خیال رہے کہ دہلی حج کمیٹی میں ایگزیکٹو آفیسر سمیت کل سات ممبرس ہوتے ہیں، جس میں ایگزیکٹو آفیسر کو ووٹ ڈالنے کا حق نہیں ہے، درخواست گزار سماجی کارکن محمد شاہد (گنگوہی) نے بتایا کہ جوابات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ چاروں میٹنگز میں کہیں بھی عازمین حج کے لیے افتتاحی واختتامی تقریب حج کمیٹی کی جانب سے کئے جانے کا کوئی ذکر نہیں ہے، اختتامی تقریب جوایروسٹی ہوٹل میں 25 جولائی کو جس پر پانی کی طرح پیسے بہائے گئے تھے جس کے لئے ممبرس کی منظوری حج رولز کے اعتبار سے ضروری تھی جو چیئر پرسن کوثر جہاں کے ذریعہ نہیں لی گئی، عازمین حج کے لئے حج کیمپ کے ٹینٹیز اور عازمین کی ٹریننگ پر آئے خرچ کے سوال کے جواب کو ٹال دیا گیا ہے، عازمین کے ٹریننگ کیمپ کے کھانے کی آئٹم کے سوال کے جواب میں بتایا گیا کہ روٹی وغیرہ کے علاوہ چکن بریانی ومٹن قورمہ شامل تھے جب کہ عازمین کی جانب سے دوران ٹریننگ مٹن قورمہ کی جگہ چکن قورمہ بتایا گیا تھا، بہر حال کسی بھی مینو کا کہیں بھی کسی میٹنگ میں ذکر نہیں ہے، علاوہ ازیں ارکان حج سکھانے کے لئے نامزد کئے گئے عالم اور عالمہ جنہیں تین ہزار روپیہ یومیہ دیا گیا ان کی نامزدگی کا کوئی ضابطہ یا قاعدہ کا ذکر نہیں؛ البتہ نامزدگی کی منظوری ممبران سے لی گئی ہے، درخواست گزار محمد شاہد نے مزید بتایا کہ 5 اپریل کی ممبرس میٹنگ میں پاس ایجنڈے کے مطابق این جی او سے متعلق کہا گیا ہے کہ عازمین کے ٹریننگ کیمپ اور حج کیمپ کا عازمین کا فیڈ بیک ایک فارم کے ذریعہ حج سے وابستہ این جی او کے ارکان سے بھروانے میں مدد لی جاسکتی ہے۔ مگر اس پر عمل نہ کرتے ہوئے حج امور سے این جی اوز کے ارکان کو بالکل دور رکھا گیا، محمد شاہد گنگوہی نے بتایا کہ آر ٹی آئی میں موصول خطوط کے مطابق وزیر اعلی اروند کیجریوال اور وزیر ریونیو کیلاش گہلوت کو عازمین حج کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا تھا؛ مگر مسلم اقلیتوں کی مقدس تقریب میں شامل نہیں ہوئے (نیوز رپورٹ)

طب وصحت

مثبت سوچ کامیابی کی ضمانت

سوچ سے خیال، خیال سے نظریہ، نظریہ سے مقصد، مقصد سے تحریک، تحریک سے جستجو اور جستجو سے کامیابی جنم لیتی ہے۔ ہمارے ذہن کے سوچنے کا انداز دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک منفی اور دوسرا مثبت، مثبت سوچ ہمیشہ انسان کو کامیابی کی طرف لے جاتی ہے، جبکہ منفی سوچ ناکامی اور نامرادی کی طرف دھکیلتی ہے اور زندگی کی چمک دمک کو تاریکی میں بدل دیتی ہے، ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ مثبت سوچ کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے۔ ہم جیسا سوچتے ہیں، ہماری شخصیت بھی ویسی ہی ہوجاتی ہے، اگر ہم اپنے آپ کو پراعتماد، کامیاب، ذہین اور پرکشش تصور کریں گے تو ہماری شخصیت میں یہی خصوصیات شامل ہونا شروع ہوجائیں گی اور اگر ہم اپنے آپ کو کمتر اور حقیر محسوس کریں گے، تو ہم ویسے ہی بن جائیں گے، اچھی اور بہتر زندگی کے لئے زندگی کا بامقصد اور بامعنی ہونا ضروری ہے کیونکہ مقاصد اور اہداف ہمیں زندگی کی قدر وقیمت سے آگاہی فراہم کرتے ہیں۔

ہمارا ذہن خیالات بنانے کی مشین ہے جس میں ہر وقت کوئی نہ کوئی خیال بنتا اور ٹوٹتا رہتا ہے۔ ہم کچھ نہ کچھ سوچتے ہی رہتے ہیں، کبھی اچھا کبھی برا، کبھی مثبت اور کبھی منفی۔ مثبت سوچ کا نتیجہ بھی مثبت نکلتا ہے، کامیاب زندگی، مثبت سوچوں پر ہے جب کہ ناکام زندگی منفی سوچوں اور رویوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ سوچ انسانی ذہن پر اس حد تک اثر انداز ہوتی ہے کہ کوئی بھی انسان اپنی قسمت خود بنا سکتا ہے۔ زندگی کا ہر منظر سوچ سے جنم لیتا ہے اور سوچ پر ہی ختم ہوتا ہے۔

ایک منفی سوچ کا حامل شخص منفی عمل کو جنم دیتا ہے، جبکہ مثبت سوچ کا حامل شخص تعمیری فعل انجام دیتا ہے۔ ہماری زندگی پر ہماری سوچ اور خیالات مستقل طور پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ قدرت نے انسان کو مختلف صلاحیتیں عطا کی ہیں، ان میں سے ایک کا نام سوچ ہے، زندگی کی اکثر خوشیاں اور مصائب ایک حد تک اسی سوچ کی پیداوار یا مرہونِ منت ہوتے ہیں۔ زندگی کو خوش گوار اور کامیاب بنانے کے لیے اپنی سوچ کو مثبت رکھیں۔ آپ کی سوچ بیج کی مانند ہے۔ آپ وہی کھیتی حاصل کرسکیں گے، جیسا بیج بوئیں گے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے خیالات ہمیں سنوارتے یا بگاڑتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے ذہن میں ہمیشہ مثبت خیالات کو جگہ دیں۔ بیمار اور پریشان کُن خیالات ہمیں بیمار اور پریشان کرتے ہیں، ان سے بچنا نہایت ضروری ہے، یہ بات ذہن نشین کر لیجیے کہ آپ کی ناکامیوں کا سب سے بڑا سبب منفی خیالات ہیں۔ اگر آپ مستقل شکوہ گو رہیں گے تو آپ کی زندگی میں مزید ایسے واقعات رونما ہوں گے جن پر آپ کو مزید رنجیدہ ہونا پڑے گا۔ اگر آپ بہترین شخصیت بن کر معاشرے کے سامنے آنا چاہتے ہیں تو اپنے ذہن میں مثبت خیالات کو جگہ دیں، منفی خیالات سے دور رہیں، مثبت سوچ آپ کی اچھی، کامیاب اور خوش حال زندگی کی ضامن ہے۔ خوشی، سکون، صحت، تعلقات، خود اعتمادی اور اچھی زندگی مثبت سوچ کی پیداوار ہیں۔ کیوں کہ دنیا بدل رہی ہے۔ آپ بھی بدلئے اور فکر ونظر کو مثبت بنانے کی کوشش کیجئے (از: شوکت ساحل)

Volume:63/73,Issue:36 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

وقت کرتا ہے پرورش برسوں
حادثہ ایک دم نہیں ہوتا
(قابل اجمیری)

لڑکھڑاتی جمہوریت، ڈگمگاتا آئین

محمد معتصم باللہ

ہم ہندوستانیوں کو اپنے ملک کی جمہوریت اور اس کی آئین کی قدروں پر ناز رہا ہے۔ آج بھی اس بات کا اعتراف کرنے میں یقینی طور پر ہمیں یہ فخر محسوس ہوتا ہے کہ ہم دنیا کے ایک بڑے جمہوری ملک کے شہری ہیں۔ دنیا کے بہت سارے ممالک میں، ہمارے ملک کے جمہوری طرز حکومت کو مثال کے طور پر بھی پیش کیا جاتا رہا ہے کہ بھارت ایک ایسا ملک ہے، جہاں مختلف زبان، مذاہب، ذات، رسم ورواج کے ماننے والے لوگ شیر وشکر کی طرح رہتے چلے آرہے ہیں۔ صدیوں سے یہاں گنگا، جمنی تہذیب وتمدن کی فضا رچی بسی ہے۔ دوستی، محبت، بھائی چارگی، یکجہتی، مساوات، اخوت یہاں کی شناخت ہے اور بھارت وہ ملک ہے، جہاں شاندار جمہوریت قائم ہے۔ جمہوریت کے لغوی معنیٰ لوگوں (عوام) کی حکمرانی یعنی Rule of People کے ہیں اور آزادیٔ ہند کی حصولیابی کے بعد 26 جنوری 1950ء سے بابا صاحب امبیڈکر کی رہنمائی میں تیار اور نافذ کئے جانے والے آئین کے تحت اس ملک میں جمہوریت اپنی پوری مضبوطی اور استحکام کے ساتھ قائم رہی ہے؛ لیکن افسوس کہ ہمارے ملک کی شاندار اور مثالی جمہوریت، گزشتہ چند برسوں سے بری طرح پامال ہورہی ہے۔ ملک کی جمہوریت کو یہاں کی فرقہ پرست طاقتیں مسلسل برباد کرنے کے درپے ہیں۔ جس کے باعث یہاں کے سیکولر اور امن پسند لوگ تشویش کا اظہار کرتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے مرکز میں آر ایس ایس کی سیاسی تنظیم بھارتیہ جنتا پارٹی برسر اقتدار آئی ہے، اسی وقت سے بہت ساری تشویش کے ساتھ ساتھ اس تشویش کا بھی اظہار کیا جارہا تھا کہ یہ حکومت جس منصوبہ بند اور منظم طور پر اقتدار پر قابض ہوئی ہے، وہ ضرور اپنے خاص مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ملک کے آئین میں تبدیلی لائے گی۔ یہ الگ بات ہے کہ پہلے لوگ دبی زبان سے اس خدشے کا اظہار کیا کررہے تھے، لیکن آر ایس ایس نے اپنے کیڈر کے رگ وپے میں اس طرح آئین کے خلاف زہر بھرا ہے کہ کچھ لوگ ایسا سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اس ملک کو ہندو راشٹر بننے یا بنانے میں بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر کی رہنمائی میں تیار اور نافذ کیا جانے والا آئین ہی رکاوٹ بن رہا ہے، اس لئے جتنا جلد ہوسکے، اسے تبدیل کرکے اپنے موافق بنایا جائے گا، جمہوریت کے جو چار اہم ستون ہیں، ان چاروں ستون پر موجودہ حکومت کی گرفت مضبوط ہوچکی ہے اور بلا شبہ ان کی گرفت مضبوط ہونے سے جمہوریت کمزور پڑ گئی ہے۔ حکومت نے بہت چالاکی سے پہلے جمہوریت کے بہت اہم ستون رابطہ عامہ کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے ملک کے میڈیا کو دولت کے انبار پر بٹھا کر ان کی صحافتی گویائی اور سچائی کے اظہار کو سلب کرلیا۔ ان کی دولت کے آگے میڈیا، اپنے فرائض بھول گیا اور یہ بھی بھول گیا کہ صحافت، تجارت نہیں ہوتی، بلکہ عبادت کا درجہ رکھتی ہے، کئی افراد پر مشتمل ایک گروپ نے ہندوستان میں بڑھتی مذہبی جنونیت، اقلیتوں کے خلاف ہورہے واقعات، صحافت کی آزادی پر اپنی فکر مندی جتائی تھی۔ 22/جون 2023ء کو وہائٹ ہاؤس میں ہونے والی مشترکہ پریس کانفرنس کے دوران وال اسٹریٹ جرنل کی صحافی صبرینہ صدیقی نے وزیر اعظم نریندر مودی سے سوال کرتے ہوئے پوچھا تھا کہ آپ کی حکومت ہندوستان میں اظہار رائے کی آزادی، مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظات کے لیے کیا اقدامات کررہی ہے؟ وزیر اعظم نریندر مودی کے امریکی دورے کے دوران ہی وہاں کے سابق صدر براک اوباما نے ہندوستانی مسلمانوں کے تعلق سے ایک امریکی نیوز چینل کی این این کو دیے گئے انٹرویو میں کہا کہ اگر اس وقت میں امریکہ کا صدر ہوتا تو نریندر مودی سے ہندوستانی مسلمانوں کے حالات پر غور کرنے کے لیے کہتا۔" شاید انہیں وجوہات کے باعث انڈیا اپوزیشن نے میڈیا کی 14/اینکر کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ لیا، ہمارے ملک کے لیڈران جب غیر ملکی دورے پر نکلتے ہیں اور ان سے جب جمہوریت پر سوال کیا جاتا ہے تو وہ بڑے بھاری بھاری ڈائلاگ بولتے ہیں اور بڑے ہی فخر سے جواب دیتے ہیں کہ ہندوستان دنیا کا ایک بڑا جمہوری ملک ہے۔ جمہوریت ہماری رگوں میں دوڑتی ہے، کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں ہوتا۔ جبکہ ہندوستان کے حالات مسلسل اقلیتوں کے خلاف ہوتے جارہے ہیں، ادھر کچھ سال کے اندر ایسے کئی واقعات رونما ہوئے ہیں جن سے ملک کے مسلمانوں کو ہراساں کیا گیا، ان میں حجاب، گوشت، حلال پر پابندی، ماب لنچنگ، بلڈوزر کے ذریعہ مسلمانوں کے گھر مسمار کرنا، اتراکھنڈ کے مسلمانوں کے لیے زمین تنگ کرنا جیسے کئی ایشو محض مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لیے ہی اٹھائے گئے تھے۔ اب تازہ ترین شوشہ یونیفارم سول کوڈ کا چھیڑا گیا ہے۔ مختلف طبقات کے احتجاج کے بعد یوسی سی قبائل اور عیسائیوں کو مستثنیٰ رکھنے پر غور کیا جانے لگا ہے۔ اب اس قانون کے سیدھے نشانہ پر مسلمان ہوں گے۔ اگرچہ اس قانون کو لانے میں ابھی جلد بازی نہیں کی جائے گی، کیوں کہ فی الحال ایک پارٹی کے لیے یہی "شوشہ" سب سے اہم ہے، لیکن اسے 2024 کے عام انتخابات تک گھسیٹا جائے گا اور جیسے جیسے انتخابات کے دن نزدیک آتے جائیں گے، مسلمانوں کے علاوہ دیگر طبقوں کو اس قانون کے حوالے سے تسلی بخش جوابات دیے جائیں گے یا اقدامات کیے جائیں گے۔ بلاشبہ ہندوستان کی مقبولیت میں دنیا بھر میں اضافہ ہوا ہے۔ غیر ممالک میں سے کچھ ہندوستان کو ایک ساتھی اور کچھ حریف کے طور پر دیکھنے لگے ہیں۔ اس سے ہندوستان کی شبیہ عالمی پیمانہ پر متاثر ہورہی ہے، جس کا اندازہ آنے والے چند برسوں میں ہوگا۔ گزشتہ پانچ برسوں سے مسلسل بھارت میں جس طرح جمہوریت کی پامالی ہورہی ہے اور جمہوری اقدار کے منافی حالات دانستہ طور پر بتائے جارہے ہیں۔ این آئی یو نے بھارت میں بڑھتی مذہبی تفریق، منافرت اور عدم رواداری پر متنبہ کرتے ہوئے مسٹر مودی کے حالیہ اقدامات سے وہاں پر جمہوریت کو اتنا شدید نقصان پہنچ سکتا ہے کہ جس کے اثرات اگلے کئی عشروں تک جاری رہیں گے۔

ملک کی سالمیت اور جمہوریت مخالف ایجنڈے کو نافذ کرنے کے لیے کیسے کیسے ہتھکنڈے اپنائے جارہے ہیں۔ ملک کے حالات کو بگاڑنے والوں کے سامنے جو ایجنڈہ ہے وہ ہندوتو کا ہے، جس کے لیے وہ ملک کے آئین کی تبدیلی اور جمہوریت کو ختم کرنے کے خواہاں ہیں، وہ دراصل شدید طور پر اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ ملک کی آزادی میں ان کا کوئی رول نہیں رہا ہے۔ اس شرمندگی کو چھپانے کے لیے یہ لوگ اس طرح کے غیر جمہوری اور غیر آئینی حرکات کے مرتکب ہورہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی تحریک آزادی میں ہندوتو حامیوں کی جدو جہد کی کوئی تاریخ نہیں ہے۔ ملک کے مٹھی بھر فرقہ پرستوں کے ذریعہ مسلم، دلت مخالف فضہ جس منظم طور پر تیار کی گئی ہے اور ملک کے آئین کے تقدس کو جس طرح پامال کیا جارہا ہے، وہ دن بدن خطرناک صورت حال اختیار کرتا جارہا ہے۔ تم ہی قاتل، تم ہو شاہد تم ہی منصف ٹھہرے؟۔ ہر طرف خوف ودہشت کا ماحول ہے۔ بہر حال ایسے ناگفتہ بہ حالات سے پریشان ملک کے تحفظ اور جمہوری اقدار کی بقا کے لیے بڑی تعداد میں ملک کے سیکولر لوگ اور اس جماعتیں سامنے آرہی ہیں، جن کی لمبی فہرست ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان پر بھی ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں، پھر بھی ملک کے آئین اور اس کی جمہوریت کو فرقہ پرستوں سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔ ایسے تمام لوگوں کی کوششوں کو جمہوری ملک کی تاریخ میں یقینی طور پر سنہرے حروف میں درج کیا جائے گا۔ لیکن اس خواب کی تعبیر تبھی ممکن ہے جب سماج کے سبھی طبقوں کو بغیر امتیازی سلوک کے ساتھ لے کر چلا جائے۔ آخر میں راقم الحروف علامہ اقبال کے درج ذیل شعر پر اپنی بات ختم کرنا مناسب سمجھتا ہے:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

زندگی اجتماع کا نام ہے

"مسلمانوں میں ایک "جماعت" بنکر رہنے کا شرعی نظام مفقود ہوگیا ہے، وہ بالکل اس گلے کی طرح ہیں جس کا انبوہ جنگل کی جھاڑیوں میں منتشر ہوگیا ہو، وہ بسا اوقات یکجا اکھٹے ہوکر اپنی جماعتی قوت کی نمائش کرنی چاہتے ہیں۔ کمیٹیاں بناتے ہیں، کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں۔ لیکن یہ تمام اجتماعی نمائشیں شریعت کی نظروں میں "بھیڑ" اور "انبوہ" کا حکم رکھتی ہیں۔ "جماعت کا حکم نہیں رکھتیں۔ "بھیڑ" اور "جماعت" میں فرق ہے۔ پہلی چیز بازاروں میں نظر آجاتی ہے جب کوئی تماشہ ہورہا ہو، دوسری چیز جمعہ کے دن مسجدوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ جب ہزاروں انسانوں کی منظم اور مرتب صفیں ایک مقصد، ایک جہت اور ایک حالت اور ایک ہی پیچھے مجتمع ہوتی ہیں، شریعت نے مسلمانوں کے لئے جہاں انفرادی زندگی کے اعمال مقرر کردیئے ہیں۔ وہاں ان کے لئے ایک اجتماعی نظام قرار دے دیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ زندگی اجتماع کا نام ہے، افراد واشخاص کوئی شے نہیں جب کوئی قوم اس نظام کو ترک کردیتی ہے تو گو اس کے افراد فرداً فرداً کتنے ہی شخصی اعمال وطاعات میں سرگرم ہوں، لیکن یہ سرگرمیاں اس بارے میں کچھ سود مند نہیں ہوسکتیں اور قوم جماعتی معصیت میں مبتلا ہوجاتی ہے، قرآن وسنت نے بتلایا ہے کہ شخصی زندگی کے معاصی کسی قوم کو یکا یک برباد نہیں کردیتے، اشخاص کی معصیت کا زہر آہستہ آہستہ کام کرتا ہے۔ لیکن جماعتی زندگی کی معصیت کا تخم (یعنی نظام جماعتی کا نہ ہونا) ایسا تخم ہلاکت ہے جو فوراً بربادی کا پھل لاتا ہے۔ اور پوری قوم کی قوم تباہ ہوجاتی ہے، شخصی اعمال کی اصلاح ودرستگی بھی نظام اجتماعی کے قیام پر موقوف ہے، مسلمانانِ ہند جماعتی زندگی کی معصیت میں مبتلا ہیں اور جب جماعتی معصیت سب پر چھا گئی ہے تو افراد کی اصلاح کیونکر ہوسکتی ہے؟ کتاب وسنت نے جماعتی زندگی کے تین رکن بتلائے ہیں۔ تمام لوگ کسی ایک صاحب علم مسلمان پر جمع ہوجائیں۔ اور وہ ان کا امام ہو۔ وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں۔ قرآن وسنت کے ماتحت اس کے جو احکام ہوں، ان کی بلاچوں وچرا تعمیل واطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں، صرف اسی کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بیکار ہوجائیں۔ صرف اسی کا دماغ کرفرما ہو، لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ۔ صرف دل ہو جو قبول کرے، صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں، اگر ایسا نہیں ہے تو ایک "بھیڑ" ہے ایک "انبوہ" ہے، جانوروں کا ایک جنگل ہے، کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے، مگر نہ تو "جماعت" ہے اور نہ "امت" نہ "قوم" نہ "اجتماع" اینٹیں ہیں مگر دیواریں نہیں، کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں۔ قطرے ہیں مگر دریا نہیں، کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کردی جاتی ہیں مگر زنجیر نہیں جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کرلے سکتی ہیں"

(مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ)

○ ☆ اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ رابطہ اور واٹس آپ نمبر 9576507798
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (محمد اسعد اللہ قاسمی منیجر نقیب)

WEEK ENDING-25/09/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے
Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421

Scanned with CamScanner